هو اللہ

مثنوی تفسیر تصوف

یعنی کلام معجز نظام علم الاعلام شمس الاسلام مرجع الانام کاشف اسرار
خفی و جلی مولوی سید قدرت علی شاہ صاحب رحمانی علی گنجوی
النظامی تاسیہ مدظلہم العالی

باہتمام

نظام الدین حسین نظامی پرنٹر

و پروپرائیٹر

نظامی پریس بدایوں میں

چھپی



۷۸۶

تمہید

نحمدہ و نصلی

عرضِ حالِ فقیر

واللہ ابھی میری یہ آرزو نہ تھی کہ میں اس تفسیر تصوف کے چھپنے اور اشاعت کا بار اپنے سر پر لوں کیونکہ ملفوظ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ میں بطور ضمیمہ اس کو شامل کرنا چاہتا تھا خیال یہ گذرا کہ انتظام طبع ملفوظ ریاست حیدرآباد دکن میں ہوگا مبادا کتاب مستطاب یہاں تک نہ پہنچی تو میرے ہم ملک اس حصولِ نعمت غیر مترقبہ سے محروم رہ جائینگے اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ اس کو علیحدہ ہی رکھوں تاکہ اس کے مضامین دلکش اور واقعات عجیب و غریب سے تمتع کافی ہر طالب کو حاصل ہو سکے میں نے اپنی مثنوی فارسی کو مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے رنگ پر لکھا ہے مضمون ادق کے لحاظ سے میرے بعض ذی علم دوستوں کی رائے ہوئی کہ جس طرح ممکن ہو اس کا ترجمہ زبان اردو میں اسی وزن اور بحر پہ لکھا جائے تاکہ حلِ غوامض میں دشواری نہ ہو پس میں نے اس بارہ میں بہت محنت اٹھائی ؎ السعی منی والاتمام من اللہ ۔ اللہ تعالی نے میری سعی کو مقبول کرکے اس کو تمام و کمال مکمل فرما دیا اب میں بعد مطالعہ مثنوی تفسیر تصوف کے اپنے معزز ناظرین سے یہ تمنا رکھتا ہوں کہ وہ مجھے ہمیشہ دعائے خیر میں یاد فرمایئے

میرے خیال میں یہ ایک پہلی ہی کتاب ہے جو طالبان جادۂ معرفت کے لیے عمدہ ہادی و رہنما ہوگی اس کا ایک ایک مضمون در مشحون مجھے امید دلا رہا ہے کہ میری مثنوی مقبول بارگاہ صمدیت ہو میں جھوٹ نہیں بولتا نہ مجھے اپنی بے بضاعتی و ہیچمدانی پر ناز ہے میں نے اس عمر میں بہت کتابیں لکھیں اور غیر ملکوں میں اُس کی اشاعت بھی ہوئی لیکن مجھے ایسا سرور کسی کتاب سے نہیں ہوا جب میں اس کو لکھ چکا تو میں نے مولانا شاہ محمد حسین صاحب صوفی الہ آبادی کو جو بموجودگی فقیر اجمیر شریف میں ہنگام سماع بحالت وجد اس شعر پر

گفت قدوسی فقیر در فنا و در بقا

خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

انتقال فرما گئے تھے خواب میں دیکھا کہ نسبت تکمیل تفسیر تصوف کے گفتگو کر رہے ہیں جب میں نے بغور سُنا تو کہہ رہے تھے کہ مولانا آپ نے اپنی مثنوی ختم کر لی میں نے کہا جی ہاں فرمایا سُنائیے میں اُس وقت نہ پڑھ سکا کہا کچھ مضائقہ نہیں اس کو اجمیر شریف میں سنا جانا میں نے بیداری میں عزم مصمم کر لیا کہ جب اُس دربار مقدس میں جاؤں تو خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ضرور منقبت ہو پس میں نے اس لحاظ سے حضرت خواجہ صاحب کا حال مختصر لکھکر اس میں شامل کر دیا اور ختم تمہید پر بھی ۲ رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ کو مولانا محمد حسین صاحب نہایت خوش مجھے دکھائی دیے جو بعد سلام مصافحہ کے کسی سوداگر نامعلوم سے میری سعی کر رہے ہیں اور میرے لیے ترکیب تجارت کی تعلیم ہو رہی ہے جس کی تعبیر دیگر ہے فرس خود ہی سمجھیں گے میں نے حلفیہ اس کتاب کی مقبولیت ظاہر کر دی میں مسلم الثبوت ہونے کا دعوے نہیں کرتا مجھے کم عمری ہی سے میلان شاعری تھا میں مرزا ماہ اکبر آبادی جو خواجہ آتش کے تلامذۂ ارشد سے تھے شاگرد ہو کر اصلاح لیتا رہا پھر زمانہ طالب علمی دینیات آیا جس کی ابتدا اپنے نانا مولانا سیّد کرم علی شاہ صاحب

ہجور علی گنجوی میں ہوئی اور فارسی و صرف و نحو مولوی محمد کمال الدین احمد صاحب اوناسی میں پڑھی
پھر مجھے بہ مجبوری قیام علی گنج ضلع ایٹہ جو میرا وطن مالوفہ تھا چھوڑنا پڑا اور مختلف خوانِ نعمت
بزرگان ذی علم پر ریزہ کش رہا - گاہ فیضِ خدمت و تربیت مولانا محمد لطف اللہ صاحب
مفتی سے فیض ہوا اور کبھی سلطان العلماء آغا ششتری مرحوم ادیب سے بہرہ مندی ہوئی
کبھی مولانا اخوند شاہ غفور صاحب آخون جی ولایتی سے جو علاوہ فضل و کمال کے ذکر اذکار
و درویشی میں بالنسبت اور کامل تھے عزت ملی شاہ عبدالرزاق صاحب و مولانا محمد نعیم صاحب
لکھنوی فرنگی محلی میں بھی بغرض استفادہ جا پا گیا اسی دورانِ طلب میں بحضور حضرت
عرش آشیاں قطب دوراں مولانا شاہ محمد فضل الرحمان صاحب گنج مرادآبادی حاضری
و غلامی نصیب ہوئی اور پھر خوش قسمتی سے ہمیشہ باریاب ہوتا رہا - وہاں دو شوق زیادہ
ہو گئے - ایک فکر تصنیف و تالیف کتب تصوف دوسرے خیال قدمبوسی بزرگان با تصرف
کہیرے یہاں بھی سلسلۂ بیعت و عہدۂ قضا و پیش امامی وغیرہ آج تک قائم ہے
میرے جدِّ امجد میر شجاعت علی صاحب مغفور بڑے ذی رتبہ اور عالی منش حضرت مولانا
سید شاہ کمال ترمزی رحمۃ اللہ علیہ امام نقشبندیہ کی اولاد امجاد سے تھے نانہالی سلسلہ میں
مولانا مفتی احمد علی صاحب فرخ آبادی استاد نواب صدیق حسن خاں قنوجی والی بھوپال
وغیرہ اور مورث اعلیٰ مولانا حضرت شاہ فضل علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مخدوم
جہانیاں جہاں گشت کی اولاد پاک سے ہیں یہ سب عالمانِ باعمل اور درویشانِ کامل
ہوئے ہیں مگر بغیر اس کے جو جو مقصد رہا ملتا گیا - میں کوئی مورخ نہیں نا ولسٹ نہیں
سوانح عمری لکھنے نہیں بیٹھا جو مفت خاندانی حالات لکھکر طبع لطیف ناظرین کو منغض کروں
ہاں منظور ہی گذارش احوال واقعی ہے سچ کہہ رہا ہوں جھوٹ کی عادت نہیں مجھے
دو چار باتیں جو باقی رہ گئی تھیں اُن کا اظہار منظور ہے یہ مولانا مولوی سید کرم علی صاحب

مہجور علی گنجوی نہایت بزرگ اور علمار مشاہیر سے گذرے ہیں ان کا کلام درد آمیز تھا وعظ و پند میں مزا آتا جب بیان فرماتے سامعین حالت وجد میں رہجاتے۔ مجھے ممدوح کے کلام شاعری سے کچھ یاد آیا جس کا لکھنا لطف سے خالی نہیں۔

مطلع

یہ بتانِ ہند ہیں بیوفا دلا ان سے تیری بلا ملے
جو ملے تو ایسے کسی سے مل کہ ملے سے جس کے خدا ملے

اس مطلع ہی سے ان کے کلام کی خوبی ظاہر ہے ان کی غزل کا ایک شعر یہ ہی۔

خدا کا راج ہی ملکِ خدا ہیں پر تماشا ہی ✲ خدا کے راج ہیں پھرتی محمدؐ کی دوہائی ہے

مطلع مع حسن مطلع

جنبش مژگاں نہیں خالی ہیں چشم یار پر ✲ دونوں پنکھے چل رہے ہیں مردم بیمار پر
خواب میں مژگاں تری دیکھیں تو یہ پھبتی ہوئی ✲ چلوین چھوڑیں کسی نے مردم بیمار پر

نعت میں بھی اچھا لکھتے تھے

آئینہ قدرت ہی دلا روئے محمدؐ ✲ محراب خدا خانہ ہے ابروئے محمدؐ
ہر پھول سے آتی ہی مجھے بوئے محمدؐ ✲ لائی ہی صبا نافہ خوشبوئے محمدؐ
جنت کی تجھے آرزو ہی دل کبھی ہو ✲ رہنے کو جو ملجائے کہیں کوئے محمدؐ
ہم کیا ہیں کہ خود صانع صورت ہوا مفتون ✲ دیکھا جو خدا نے رخ نیکوئے محمدؐ

جنت میں نہ رو کیں گے ملایک تجھے مہجور
کہدینا کہ میں بھی ہوں سگ کوئے محمدؐ

بڑے لطف باوضع خوبصورت عالی ہمت باشکوہ تھے عالم پیری میں قوت جوانی انھیں کا حصہ تھا میرے باپ اور چچا بھی قابل الذکر ہیں یہ مرحومین مغفورین ابتدائے عمر سے آخر تک نہایت

متشرع اور ایک رنگ وضع میں رنگے رہے یہ ایسی صفتوں سے متصف تھے جو محض اولیاء اللہ میں ہوتی ہیں اوّل تو خاموشی پسند جس کی نسبت مژدہ ہے من سکت نجی چپ رہنے والے نجات پاتے ہیں والد ماجد نہایت ذی علم تھے باوجود اس ذی علمی کے کوئی بات خلاف تہذیب اور لغو نہ کہتے ہمیشہ مسکوت رہتے۔ جھوٹ بولنا ان دونوں بھائیوں کو دشمنیٔ دین و ایمان تھا۔ تیسرے حرام و ریا سے سخت متنفر تھے جیسے بروں کو نیکیوں سے نفرت جس میں اللہ نے یہ صفت تامہ دی ہے وہ بیشک ولی ہے شب جمعہ سنہ ۱۳۲۴ ہجری صلعم میں ان کی وفات ہوئی اور جامع مسجد میں مدفون ہوئے عمِ مکرم ان سے ایک سال بعد رحلت فرمائی علیین ہوئے۔ یہ جب سے بیعت ہوئے تھے دل میں بے انتہا سوز و گداز پیدا ہو گیا تھا۔ اکثر رویا کرتے تھے نہایت رقیق القلب تھے ان کا مادۂ تاریخ رحلت یغفرلہ ہے جس میں سنہ ۱۳۲۵ھ نکلتے ہیں۔ میری اہلیہ جناب مولانا فضل علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نواسی نہایت بزرگوار تھیں ان دونوں سے پہلے ہی سنہ ۱۳۱۳ ہجری میں انتقال کر گئی تھیں ان کا مزار بھی اسی مسجد میں ہے باقی بزرگانِ خاندان فقیر ہی میرے چچا کی اولاد میں ان کے بڑے بیٹے منشی سید احمد علی اور میرے والد کے منجھلے بیٹے منشی سید محمد علی سلمہ القوی دونوں نیک مزاج شریف طبیعت قدرشناس بزرگان ہیں ان میں یہ خوبی ہے کہ کبھی حد اعتدال سے تجاوز نہیں دشمنوں کا لحاظ بھی ان کے اخلاق کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے تھے اس کے کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ میں نے اس عمر میں کیا کیا اور کس کس میں حصہ لیا خود تو یہ بہتے ہیں تنہائی کو بمقابلہ یک جائی کے ہمیشہ دوست رکھتا ہوں میں نے اہل دنیا سے بڑی بڑی سختیاں اٹھائیں میں نے اپنے جوہر ذاتی کو کبھی ذریعہ معاش نہیں بنایا کبھی کسی وقت میں کسی کو دھوکا و فریب نہیں دیا بلا وجہ کسی سے الگ نہیں ہوا۔ مگر حسد ور احمقوں کو خود

برنج درست۔ میں نے کبھی نادر الوجود شئے کے بتانے اور نسخجات نایاب کے دینے میں بھی تکلف نہیں کیا۔ ہائے اکثر میرے اعزا میں بوئے وفاداری نہیں رہی ظاہر کچھ باطن کچھ

در برابر چو گوسفند سلیم ✤ در قفا ہمچو گرگ مردم در

کبھی ہی خواہ ہیں اور کبھی آبرو خواہ۔ پھر غیروں کی شکایت ہی کیا۔ میرے ہموطن امیر ابن امیر ضرور ہیں بر کریم ابن کریم نہیں اگر یہ صفت پیدا ہو جائے قدر شناسی علماو فقرا ان کا جوہر ذاتی ہو جو عقبے میں بھی ان کے کام آئے ورنہ مال و دولت کی وفاداری معلوم۔ بزرگوں ذی علموں خدا پرستوں کو مثل اپنے سمجھنا بڑی غلطی ہے۔

جملہ عالم زین سبب گمراہ شد ✤ کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد

انبیا را مثل خود پنداشتند ✤ اولیا را از نظر انداختند

سادات عظام کی قدر افزائی اور خدمت موجب خیر و برکت ہے اور ان کی غیبت اور دشمنی سبب صد رنج و آفت بقول حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ۔

سادات افضل اند دگر وصف شان جلی ✤ اولاد فاطمہ و جگر گوشۂ علی

بر فعل شان نظر مکن اے ضر جاہلی ✤ الصالحون للہ و الطالعون لی

امیری ہی میں رنگ فقیری اختیار کرنا اچھا ہے فقیری میں بڑا مزا ہے فقیری رنگینی لباس سے تعلق نہیں رکھتی یہ رنگ خام ہے اوسے چھینٹے پانی کے اسے اڑا سکتے ہیں دل کا رنگنا مردان خدا کا کام ہے فقیری وہ اچھی ہے جس میں نوک اور شریعت کا حسن ہو ستا ہدان ہیست کہ موے و میانے دارد بندہ طلعت آں باش کہ آنی دارد۔ میں فقیر اور فقیروں کو برا نہیں کہتا میرے کلام مثنوی سے عظمت و بیشی مترتب ہو گی۔ میں خادم الفقرا ہوں فقیری میرا شعار ہے اس محبت فقر نے مجھے حصول جاہ و دولت سے

معزول کر دیا۔

تایب جو مبصر ہیں لگاتے ہیں وہی لو + پروانہ کی بینائی کہاں چشم مگس میں

میں نے اکثر مردان با تصرف کو لباس مکلّف میں پایا اور سچ ہے۔

درعمل کوش ہرچہ خواہی پوش + تاج بر سر بنہ علم بردوش

سعی حسن عمل کام کی بات ہے صورت کا بنا ناکام نہ آئے کا مجھے اس تحریر سے رب کعبہ اپنی نمود مقصود نہیں ہے کیا عجب جو یہ فقرات فہم عام طالبوں کے لیے اچھی تعلیم اور رفیق راہ طلب ہوں میں اپنے مرشد برحق کی غلامی پر نازاں ہوں کہ مجھے اپنی حیات و ممات میں نظر شفقت و محبت سے دیکھا کیے جس کی مثالیں بہت میرے پاس موجود ہیں۔

اس مختصر تمہید میں گنجائش نہیں ہے میں کسی معترض کے اعتراض سے نہیں ڈرتا یہ اپنے مادہ خباثت سے خود خبیث ہیں۔

غیر کا عیب و ہنر سب کوئی دیتے ہیں بتا + اپنا معلوم ظفر عیب و ہنر کس کو ہے

آدمی کو اگر اپنی حالت کا اندازہ پیش نظر رہے ضرور عیب ظاہری ظاہر ہوکر بُرے معلوم ہوں اور جب عیب بُرے سمجھے جائیں گے ہنر کے حاصل کرنے کی سعی کرے گا جب ہنرمند ہوا ہر شخص کو باہنر سمجھے گا اور یہ سمجھ اچھی ہے انسان کا بدن مثل شہر کے ہے جس میں طرح طرح کی جنس موجود ہے کہیں نخوت و غرور و پندار و حسد و ریا و لغویت اور کہیں عقیدت محبت عشق تقوا اتباع شرع رضائے مولا راستی صداقت بقولے

بدن سا شہر نہیں دل سا بادشاہ نہیں + حواس خمسہ سے بڑھکر کوئی سپاہ نہیں

اولیاء اللہ انہیں خیال و فکر سے درجۂ ولایت پر پہونچتے ہیں ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے عمر میں ہر عضو بدن اور اشیاء باغ و چمن کو دیکھکر فکر و غور میں مستغرق

رہتے ہیں وہ پایا جو کچھ پایا من عرف نفسہٗ فقد عرف ربہٗ اپنے نفس و حال کے پہچاننے والے ہی خدا کو پہچانتے ہیں۔

میری ہی صورت کا نقشا اور ہے + مجھ میں قدرت کا تماشا اور ہے
رنج مجنوں کو نہ ہو کیونکر وحشتی + میری آبادی میں صحرا اور ہے
اشک میرے کیوں نہ مروارید ہوں + مجھ میں مخفی ایک دریا اور ہے
وارداتِ دل کسے معلوم ہو + اس نئے گھر میں تماشا اور ہے
ہے وجودِ عنصری کچھ اور شے + پیکرِ نائب کا خاکا اور ہے

اب مجھے بطفیل خاتم المرسلین و بندگانِ دین یہ امید ہے کہ میری مثنوی تفسیر تصوف نور نظر ہو اور روشنی بصر اور پبلک کے رو برو مقتدر۔

اللھم اجعل محسوداً ولا تجعل حاسداً

تا شود بہر اثباتِ عمل
حکم اچھی بات کا کرنا مدام
یاد گیر و جانبِ خیبر برو
یاد کر اور قلعہ خیبر کو جا
گر ز تعلیم تو پاک گردد شقی
گر تری تعلیم سے ہو کوئی شقی
بہ ز قتل و کشتن و جنگ و جدال
مارنے لڑنے سے اچھا ہے یہ کام

حرف ناشنوں پئے ترکِ خلل
اور بُری سے منع کرنا صبح و شام
اے بِرو پی افسر و لشکر بدو
جلد جا لے افسر و لشکر کے ہمراہ
مومن و پرہیزگار و متقی
ہو مسلماں مثلِ مردِ متقی
بہ ز گنج و دولت و مال و منال
گنج و زر سے بھی فزوں ہے اس کا نام

پائے سخن را بدائرہ مناجات فشردن
و تحفے کثیر بہ تکمیلِ مدحتِ پیمبر بردن

یا الٰہی تائبِ محزون خویش
یاد تیری قلبِ بسمل میں رہے
یا الٰہی تائبِ ناشاد را
اے خدا اس تائبِ ناشاد کو
یا الٰہی تائبِ مجبور را
اے خدا اس تائبِ مجبور کو
در طریقِ سنتِ احمد بدار
سنتِ احمد پہ رکھ ثابت قدم

درد خود دہ تا کہ باشد سینہ ریش
درد تیرا سینہ و دل میں رہے
یا الٰہی تائبِ آزاد را
اے خدا اس تائبِ آزاد کو
یا الٰہی تائبِ رنجور را
اے خدا اس تائبِ رنجور کو
تا بروزِ حشر گردد رستگار
تا کہ محشر میں رہے دور از الم

از طفیلِ حضرتِ رحمانِ ما — دور سازی جرم و ایں عصیانِ ما
فضل رحماں کے تصدق ہیں خدا — دور کر یہ جرم و یہ عصیاں مرا
فضل رحماں مرشد و مولائے ما — فضل رحماں ہادی و آقائے ما
فضل رحماں پیر ہے مولا مرا — رہنما میرا ہے اور آقا مرا
فضل رحماں پیشوائے اولیا — فضل رحماں مقتدائے اولیا
فضل رحماں اولیا کا پیشوا — فضل رحماں اصفیا کا پیشوا
فضل رحماں افتخارِ واصلین — فضل رحماں یادگارِ مقبلیں
فضل رحماں واصلوں کی افتخار — فضل رحماں مقبلوں کی یادگار
فضل رحماں نائبِ خیر الوریٰ — فضل رحماں وارثِ علم الہدیٰ
فضل رحماں صاحبِ ادراک ہیں — وارثِ علمِ شہِ لولاک ہیں
فضل رحماں دستگیرِ بیکساں — فضل رحماں یاورِ بیچارگاں
فضل رحماں بیکسوں کے دستگیر — فضل رحماں ہادیِ روشن ضمیر
فضل رحماں حامیِ دینِ متیں — فضل رحماں ہادیِ راہِ یقیں
ہے حمایت دینِ حق کی آپ سے — ہے ہدایت دینِ حق کی آپ سے
فضل رحماں معدنِ فضل و کمال — فضل رحماں مخزنِ بذل و نوال
فضل رحماں ہیں بزرگ و متقی — فضل رحماں ہیں ولی ابنِ ولی
مولوی فضل رحماں بیگماں — بود قطبِ کشورِ ہندوستاں
یہ جناب فضل رحماں ذی نشاں — قطب ہیں ہندوستاں کے بیگماں
ایں ہمہ آئین و دینِ مصطفےٰ — زندہ شد از ذاتِ مولانائے ما
مصطفےٰ کا دین اور آئیں تمام — زندہ مولانا سے تھا با احترام

نعمتِ دنیائے دوں را کرد رد
خاک ڈالی زینتِ معکوس پر
انچہ دیدی از فتوحاتِ عظیم
نذر جو دیتے تھے سلطان و گدا
ابرِ سیم و زر ببارید ی مدام
کیوں نہ دریائے کرم بہتا مدام
بہر فقرا خواستی بہبودی
پرورش پاتے تھے مسکین و گدا
نزدِ او ہرگز نماندے غیر آہ
کچھ نہ رکھتے پاس اپنے غیر آہ
ہر نگاہِ او شرر افشاں شدی
دیکھتے تھے آنکھ جب اپنی اُٹھا
گہہ بگنبد آمدے در نیم شب
نصف شب گنبد میں جب آتے حضور
از رہِ شفقت بپرسیدی تمام
راہ شفقت سے بٹھا کر متصل
گاہ رفتے بر درِ مسجد بشام
جب درِ مسجد پہ آتے وقتِ شام
گہہ سوئے بازار رفتے بہر آں
جانبِ بازار جاتے تھے کبھی

کفش پا بر تختِ کیکاؤس زد
کفش ماری تختِ کیکاؤس پر
بذل کردی بہر مسکین و یتیم
دم کے دم میں سب وہ دیتے تھے لُٹا
زیر پائے مرشدِ عالی مقام
ابرِ سیم و زر برستا بہر عام
سیم و زر وادی پئے خوشنودی
حق ادا کرتے تھے وہ ہر ایک کا
کہ بشکل نالہ رفتے گاہ گاہ
نالۂ جانسوز کرتے گاہ گاہ
ہوش و عقل طالباں پرّاں شدی
ہوش باقی غیر کا رہتا نہ تھا
طالباں را نزدِ خود کردی طلب
طالبوں کو بھی بلاتے تھے ضرور
ماجرائے طالبانِ نیک نام
پوچھتے تھے اُن سے اُن کا درد دل
بہر اذنِ حاضریٔ خاص و عام
دیتے حکم حاضریٔ خاص و عام
گہہ بیارد جنس ارزان و گراں
جنس ارزاں ساتھ لاتے تھے کبھی

ہر چہ بودے شل غربال و حصیر
سوپ چلنی اور گھڑا لوٹا حصیر
او برنج و گندم و جو را بشام
گندم و جو اور چاول وقت شام
بے گماں او آفتابِ ہند بود
فضل رحماں آفتابِ ہند تھے
بیگماں او بود مولانائے ہند
آپ تھے واللہ مولانائے ہند
ہند از فیضِ کمالش بہرہ ور
فیض جاری ہند میں تھا صبح و شام
ہر کسے حلقہ بگوشش شاہ شد
ہر کوئی شہرا تیرا احکام تھا
پوششِ او چوں لباسِ صوفیاں
آپ کی پوشش کا کیا کیجے بیاں
نے گلیم و نے عبائے مخملی
تھا نہ کمل اور نہ تھی رنگیں کلاہ
نے عبائے جبہ پشمینہ بود
تھا جبہ اچکن نہ پشمینہ کا کوٹ
ہر کسے را قرب حضوری شد نصیب
ہوگئی جسکو حضوری جناب

وقف کردے بہر مسکین و فقیر
مول لیتے بہر مسکین و فقیر
سوئے بیوایاں فرستادی مدام
بھیجتے تھے بہر بیوایاں مدام
بے گماں او ماہتابِ ہند بود
فضل رحماں ماہتابِ ہند تھے
بیگماں او بود اولانائے ہند
آپ تھے واللہ اولانائے ہند
ہند از بحرِ نوالش سبز تر
ہند کے مسرور تھے سب خاص و عام
یافت شاہی گرچہ او گمراہ شد
آپ کا ہندوستاں میں نام تھا
اے ہمہ سادہ سفید و کم گراں
تھی بہت سادہ سفید و کم گراں
نے حریر و نے قبائے اطلسی
زرد تھا نے سرخ جامہ نے سیاہ
نے قبائے جبہ دیبہ بود
سادگی پر دل تھا لیکن لوٹ پوٹ
رحمتِ حق گشت با او ہم قریب
رحمتِ حق سے ہوا وہ کامیاب

این چه فرموده جناب مولوی
کیا نہ دیکھا تو نے شعر مولوی
ہمنشینی یکنفس با اولیا
جو کوئی دم بھر بھی ولیوں سے ملا
پیشوائے بندگان خاص بود
پیشوائے بندگانِ خاص تھے
ذکر او در باطنش اللہ بود
فضل رحماں ذاکرِ اللہ تھے
بود بہر آرزوئے خاص و عام
آرزوئے اہلِ دنیا کے لیے
او ابوالوقت زمانہ بود بس
فضل رحماں تھے ابوالوقتِ جہاں
در غمِ او چرخ پیراہن درید
آسماں نے غم میں سب پھاڑا لباس
قدسیانِ بارگاہِ ذوالجلال
بارگاہِ کبریا کے سب ملک
حوریانِ روضۂ خلدِ بریں
رہنے والے جنت الفردوس کے
اہلِ دیں خاک از سرِ ماتم بیخت
اہلِ دیں برسوں ہی غم کھایا کیے

بہترِ فیضِ صحبتِ مردِ ولی
کہہ رہے ہیں کیا پئے قربِ ولی
طاعتِ صد سالہ باشد بے ریا
ہو گیا وہ عابدوں کا پیشوا
گوئے سبقت از ہمہ نیکاں بود
گوئے سبقت ہر کسی سے لے گئے
جاں ز فکر و ذکرِ حق آگاہ بود
رمز سے اللہ کی آگاہ تھے
ذاتِ پاکش مرجعِ لطفِ عوام
فیضِ ذاتِ پاک نے کیا کیا دیے
جادۂ غربت ہمیں پیمود بس
جادۂ غربت سے گذرے برق ساں
یک ردائے نیلگوں بر رخ کشید
آج تک اوڑھے ہے وہ چادر اداس
نالہ میکردند چوں مستانہ حال
رو رہے ہیں اس الم میں آج تک
سالہا ماندند با غلت قریں
نالہ کش اس غم میں برسوں تک رہے
جوئے خوں از دیدۂ پرنم بیخت
اشک خوں آنکھوں سے برسایا کیے

آمد ایں آواز ہاتف ناگہاں
آئی ہاتف بہ صدائے ناگہاں

مرقدِ آں آفتابِ دیں پناہ
مرقدِ پاک آپ کا بہرِ نشاں

رفت قطبِ ہند معروف از جہاں
رفت قطبِ ہند معروف از جہاں
۱۳۱۱ ہجری

ہست در گنجِ مراد آباد آہ
ہے مراد آباد میں باعزّ و شاں

تنبیہ

تا کجا ایں مستی و آوارگی
ہائے کب تک یوں رہے گا تو خراب
تا کجا بیزار از پاکانِ حق
ہائے کب تک نیک صحبت سے الگ
تا کجا وابستۂ دامِ بلا
ہائے کب تک یوں بلا میں مبتلا
تو نمی دانی کہ فرعونِ ذلیل
کیا خبر تجھ کو نہیں فرعون کی
قبطیاں گشتند برباد و تباہ
قوم اس کی ہو گئی برباد سب

ایں پریشاں حالی و بیچارگی
یہ پریشانی تری اور یہ عذاب
تا کجا انکار از مردانِ حق
ہائے کب تک فیضِ خدمت سے الگ
تا کجا از صحبتِ نیکاں جدا
ہائے کب تک اچھے لوگوں سے جدا
شد بیکایک غرقِ موجِ آبِ نیل
جس نے عزت اپنی سب برباد کی
غرّۂ فرعونی او سدِّ راہ
چل لیے دنیا سے وہ ناشاد سب

قوم موسیٰ خوش دل و محفوظ بود
تابعینِ موسیٰ عمراں تمام
حیف نفسِ تیرہ ات فرعون شد
ہائے تیرا نفس خود فرعون ہے
ایں ہمہ کبر و ہوا و حرص و آز
یہ تری نخوت تری حرص و ہوا
او بشہرت بادشاہے میکند
تیرے شہرِ تن میں نفسِ تیرہ سر
شرم دار از موسیٰ خود ا بیخبر
شرم موسیٰ سے تجھے ہوتی اگر
در گروہ قبطیٔ آہرمنی
سنگروں کے گر رہے تو ہم زباں
اے اسیرِ بندِ زلفِ حرص و آز
تو اسیرِ زلفِ حرص و آز ہے
تو مشو ہمرنگِ نخچیرِ نزار
تو نہ صیدِ زینتِ فتراک ہو
گر توانی صید کردن بہرِ نام
طمع سے کرنا ہے گر صید قوی
صید آں کن تاکہ او آید بکار
چاہیے اب شکارِ بے بہا

در پناہِ موسیٰ محفوظ بود
تھے پناہِ موسیٰ میں شاد کام
از قریبِ جنسیت ملعون شد
پیروی جنس سے ملعون ہے
فوج او گشتند از راہِ نیاز
فوج اُس کی ہو رہی ہے بر ملا
تو بدرگاہش گدائے میکند
بادشاہی کر رہا ہے سر بسر
گر ترا ہست ایں ہمہ عقل و تمیز
عقل کیوں ہوتی تری زیر و زبر
خواہشِ من و سلوا میکنی
لذّتِ من و سلوا پھر کہاں
تا بکے دستِ تہی داری دراز
تجھکو اس دستِ تہی پر ناز ہے
باش مثلِ شیر سامانِ شکار
شیرِ غرّاں کی طرح بیباک ہو
صید باشد بر تو مکروہ و حرام
صید نخچیر ہو حرام اے متّقی
باشد از صیادیٔ او رستگار
جس کی صیادی سے کچھ پاوے صلا

صید آں بہ تا کہ غمخوارت بود　　در کسی و بیکسی یارت بود
صید وہ کر جو ترا غمخوار ہو　　عاجزی افتادگی میں یار ہو
صید گر مجروح گردد یا ضعیف　　او نگیرد بہر خود مرد حریف
گر نکما ہو شکار ناتواں　　وہ نہیں ہے کام کا بہر اماں
صید نام وصل یار دلنواز　　صید نہ بے محرم راز و نیاز
صید کیا ہے وصل ہے دلدار کا　　صید کیا ہے نام قرب یار کا
تا نگردد صید فتراک فراق　　او چہ داند قدر زنجیر وفاق
ہو نہ جبتک صید تیغ ہجر یار　　در دبے درماں سے کب پائے قرار
صید ہجرش باعث آزادگی　　صید وصلش موجب آبادگی
ہجر میں آزادگی سے شاد ہو　　وصل سے اجڑا مکاں آباد ہو
وصل او باشد رفیق و یار ما　　وصل او گردد بدل غمخوار ما
وصل ہو اس کا رفیق و یار خاص　　غمگسار و یار و دلدار خاص
ہجر او پیدا کند بیماریئے　　وصل او پیدا کند دلداریئے
ہجر سے اس کے بڑھے درد جگر　　وصل سے اس کے رہے قرب نظر
وصل او سرمایہ دار زندگی　　ہجر او برہم زن خورسندگی
وصل سے ہے زندگانی کا مزا　　ہجر سے ہے تلخی عیش بقا
وصل او شد زاد و برگ عاشقاں　　ہجر او شد باد و مرگ عاشقاں
وصل حق سے توشہ راحت ملے　　ہجر حق سے موت کی زحمت ملے

ایماء تعلیم بہر تکمیل نمودن وجادۂ معرفت پیمودن

اے نہنگ بحر تسلیم و رضا ‌ ‌ مرد ماہی شو کہ تا یابی جزا
تو نہنگِ بحرِ وحدت ہے اگر ‌ ‌ مثل ماہی بن نہ پہنچے تا ضرر
ماہیان موج بحر سرمدی ‌ ‌ موج را ایں ہم زوند از بحر وی
موج دریا ہے قدم کی مچھلیاں ‌ ‌ کاٹتی ہیں موجِ قلزم کو مچھلیاں
مثل ماہی گر تو بالا می روی ‌ ‌ بے تکلف سوئے اعلا می روی
قوتِ ماہی اگر پیدا کرے ‌ ‌ کیا کہوں میں تجھسے پھر کیا کیا کرے
غلبۂ بالا ترا بالا کند ‌ ‌ غلبۂ اعلا ترا اعلا کند
طاقتِ بالا تجھے بالا کرے ‌ ‌ طاقتِ اعلا تجھے اعلا کرے
بحر عرفان صراطِ مستقیم ‌ ‌ موج دارد مضمر امید و بیم
گرچہ سیدھی معرفت کی راہ ہے ‌ ‌ لیکن اس کے موجِ غم ہمراہ ہے
گر شناور نیستی معذور باش ‌ ‌ از ہوائے آب دریا دور باش
گر شریعت پر نہیں ثابت قدم ‌ ‌ مارنا ہرگز نہیں عرفاں میں دم
دور بودن گرچہ نادانی بود ‌ ‌ بے طلب رفتن پریشانی بود
معرفت میں گر نہیں تجکو کمال ‌ ‌ بے طلب ہے اسمیں جانا ہی وبال
طالباں را نیست بیم موج آب ‌ ‌ اندراں دریا چہ خوف و اضطراب
طالبانِ معرفت کو ڈر نہیں ‌ ‌ اسمیں کچھ اندیشہ ہرگز نہیں
ذرۂ خاکی کہ تابد گاہ گاہ ‌ ‌ جانبِ خورشید میدارد نگاہ
خاکمیں ذرہ جو تابانی کرے ‌ ‌ جانبِ خورشید رخشانی کرے
نور خورشید مجلا می کند ‌ ‌ او زخاک تیرہ بیروں می جہد
آفتاب پرتیا کا نور پاک ‌ ‌ کھینچ ہی لیتا ہے عکس تیرہ خاک

گر تو خاکی جانب نورش بیا
تو جو خاکی ہے تو کر رغبت بدل
اے ز درد و غم اگر آوارہ
تو غم فرقت میں گر ہے مبتلا
درد پیدا کن کہ تا مردی شوی
درد پیدا کر کہ پائے کچھ مزا
گر ز درد عشق او شد بہرہ ور
درد سے اُس کے اگر ہو بیقرار
مرد را اگر درد ہجراں شد نصیب
درد ہجراں گر نصیب غم رہے
ذرہ درد فراق یار خویش
ایک ذرہ ہجر کا خورشید ہے
درد ہجراں بہ ز نور و جسم و تن
کیوں نہ درد ہجر ہو دارو ئے تن
نالہ کش تا نالۂ بلبل شوی
بانگ نالہ عاشقوں کو خوب ہے
ہر دو بانگ نالۂ بلبل ہمراست
ہو اگر نالہ میں بلبل کا اثر
تو دوا اے درد باید نے علاج
درد دل کی ہو اگر تجھسے دوا

تا شود نورِ جمالش رہنما
نور اُس کا تجھ سے تا ہو متصل
وے ز بیتابی چنیں بیچارہ
یا کسی کا عشق ہے رنج و بلا
مرد بہر صاحب درد وے شوی
درد دل ہی ہیں ہے کیا کیا ذائقا
کم نہ گردد لذت درد جگر
کم نہ ہو پھر لذت ہجران یار
وصل او واز ہجر میگردد قریب
بے تکلف قربت ہمدم رہے
از ہزاراں مژدہ ہائے وصل بیش
اس کا جلوہ جلوۂ جاوید ہے
کیف زیں درد ازاں درد و محن
لطف اسمیں اُسمیں ہو درد و محن
اندریں گلشن قریب گل شوی
یہ علاج دل بہت مرغوب ہے
کہ پئے درد دولت مثل دوست
ہر گل و گلچیں سے ہے تیرا راہ بر
ایں ہمہ تدبیر ہا از التہاج
بس یہ ہی تدبیر ہو تجھکو شفا

گر نصیبِ دشمناں شد دوری ئے تو مرنج از صدمۂ مہجوریے
گر نصیبِ دشمناں مہجور ہو چاہیے فرقت میں بھی مسرور ہو
دردِ دوری تابعِ وصلت بود دردِ دوری قاطعِ فصلت بود
کیونکہ یہ فرقت نویدِ وصل ہے سچ کہا ہے یہ امیدِ وصل ہے
ایکہ ربطِ وصل بہرِ مدعاست دیکہ ضبطِ فصل درمانِ دواست
وصلِ جاناں ہے حصولِ مدعا فصل بھی ہے دردِ ہجراں کی دوا
گر نیابے در حریمِ ایزدی کے بیابی کیفِ لطفِ سرمدی
گر تجھے عشقِ خدا حاصل نہیں کوئی بھی لذت ترے شامل نہیں
موسیٔ خود را بداں اے مدعی موسیٔ تو ہست عشقِ سرمدی
اپنے موسیٰ کو سمجھ اے مدعی ہے ترا موسیٰ یہ عشقِ سرمدی
عشق پیدا کن کہ تا یابی نجات از وفورِ لطمہ نیل و فرات
عشق سچا ہو تو پھر پائے نجات کب رہے اندیشۂ نیل و فرات
عشق کارِ عاشقاں آساں کند خانۂ آباد را ویراں کند
عشق کارِ عاشقاں آساں کرے خانۂ آباد کو ویراں کرے
لیکن ایں ویرانی و آوارگی بہتر از آبادی و غمخوارگی
یہ خرابی عشق کی اور بیکلی ہے ہزاروں زیبِ دنیا سے بھلی
در یگانہ ہر کہ بیگانہ شود ہمنشین صاحبِ خانہ شود
چھوڑ کر جس نے عزیز و اقربا عشق سیکھا ہے وہی مردِ خدا
گر تو ترکِ لذتِ دنیا کنی ایں ہمہ ساماں نہا پیدا کنی
چھوڑ دے جو کوئی دنیا کا مزا اسکو ہو سامانِ غیبی سب عطا

دل بدردِ عشق آوارہ کن — دامن جیب و گریباں پارہ کن
دلکو دردِ عشق سے آوارہ کر — دامن جیب و گریباں پارہ کر
از فریبِ نفس گر رو تافتی — گنج عرفاں یافتی دریافتی
گر فریبِ نفس سے ہو دور تر — گنج عرفاں سے رہے معمور تر
ہیں چہ فرمودست مولانائے روم — گوہرِ دریائے توحید و علوم
خوب فرماتے ہیں مولانائے روم — تھے جو یک دریائے توحید و علوم
لب ببند و چشم بند و گوش بند — گر نہ بینی سرِّ حق بر ما بخند
بند کرے آنکھ اور گوش و زباں — گر نہ دیکھے نور مجکو لغو جان
ہر کہ راز خویشتن افشا کند — دفترِ جہلِ مرکب وا کند
جس نے اپنے بھید کو ظاہر کیا — کام اپنا دم میں غارت کر دیا
رازِ عشقِ خویش را محفوظ دار — حبِّ مردانِ خدا ملحوظ دار
رازِ الفت کو چھپانا چاہیے — ایک ہی سے دل لگانا چاہیے
گر تو داری جوہرِ عقلِ سلیم — چوں عرض بنگر رہِ نفسِ قدیم
تجھ میں کچھ بھی ہی اگر عقل و ذکا — اس عرض ہی کو سمجھ راہِ ہُدا

تحریص تعلیم پئے تلقین عظیم

ایکہ بے تعلیم و تلقین کمال — رہ نیابی سوئے ربِّ ذو الجلال
فیض مرشد سے نہیں گر کچھ اثر — راہ حق پانا بھی ہے دشوار تر
طالبِ حق باش تا یابی مرام — قرب باشی بہرِ وصلت والسلام
طالب حق ہو تو پاوے مدعا — وصل جاناں سے الگ کیا ہو بھلا

قطرہ از دریا اگر گردد جدا
مشت خاک او را ہمی سازد فنا

ہو اگر دریا سے قطرہ دور تر
مشت خاک اُسکو کرے ہے چور تر

قطرہ در دریا اگر واصل شود
آب گردد موجہ کامل شود

قطرہ دریا ہی کے گر شامل رہے
آب کیا ہے موجہ کامل رہے

ہر کہ در ظل جہاں بانی رسد
از نہیب ہستی بیسامانی رسد

سایۂ سلطاں میں جو پہنچے کوئی
اُس کو خود حاصل ہو ساز خسروی

ہر کہ جاں را فدیہ درویش کرد
ساز و سامانی برائے خویش کرد

جو ہوا تعلیم مرشد پر فدا
اُس نے اپنے واسطے سب کچھ کیا

زیں سبب فرمود ختم الانبیا
در حدیث پاک بہر اولیا

اس سبب سے حضرت خیر الوریٰ
کہہ گئے ہیں یوں برائے اولیا

اولیائے امت ما بالیقیں
چوں وفا را انبیائے سابقیں

ہے ولی امت کی میرے بالیقیں
ہیں مثال انبیائے سابقیں

در جمال آئینۂ دل تجلیات الٰہی دیدن و بمطلع مرادات ولی رسیدن

دل بود آئینۂ رازِ خدا
دل بود گنجینۂ سازِ خدا

دل ہے یک آئینۂ رازِ خدا
دل ہے یک گنجینۂ سازِ خدا

دل بود آئینۂ انوارِ حق
دل بود گنجینۂ اسرارِ حق

ہے یہ دل ہی راز دارِ نورِ حق
ہے یہ دل ہی مضمرِ دستورِ حق

دل بود عکسِ جمالِ کبریا | دل بود نقشِ حصولِ مدعا
دل ہی ہے عکسِ جمالِ کبریا | دل ہی ہے عکسِ حصولِ مدعا
دل اگر پاکست از لوثِ حسد | دل اگر صاف است از لوثِ حسد
پاک ہی اور صاف گر دل کا مقام | اور اگر دل ہے ضیا بخشِ تمام
این دلت بہ از حریمِ عز و ناز | این دلت بہرِ خدای بے نیاز
یہ تیرا دل ہے حریمِ محترم | بہرِ حق ہے یہ دلِ بے کیف و کم
دل بود دانای رازِ پاکستان | دل بود بینائی سازِ راستان
بس یہ ہی دل ہے کہ جو آگاہ ہے | واقفِ رازِ ولی اللہ ہے
قلبِ درویشان پُر از انوارِ دوست | ہمچو نے لبریز از اسرارِ دوست
دل فقیروں کا پُر از انوار ہے | مثلِ نے کے جاہلِ اسرار ہی
نے تہی باشد تہی او را مدان | بے گماں او ہست پُر راز دان
نے تہی ہے یہ تہی اسکو نجان | ہے یہ رازِ کبریا کی راز دان

بیان اولیا را موجبِ افزونی عز و جاہ شمردن و سرمایہ اخروی بہ اتصال آن بردن

تو چہ دانی عز و شانِ اولیا | وقفِ فرمانست جانِ اولیا
تجھکو کیا معلوم شانِ اولیا | تابعِ فرماں ہے جانِ اولیا
گوہرِ درجِ تصوف اولیا | نیّرِ برجِ تصرف اولیا
ہیں ولی درجِ تصوف کے گہر | ہیں ولی برجِ تصرف کے قمر
اولیا وابستہ شانِ حق اند | حق ہی گویم ہمہ جانِ حق اند

اولیاء اللہ ہیں شانِ ظہور   سچ تو یہی ہیں یہ ہی جانِ ظہور
اولیا نقدِ دکانِ مطلق اند   اولیا سرمایہ داران حق اند
اولیا ہیں مایۂ دکانِ خاص   ہیں خزینہ دارِ نقدِ اختصاص
اولیا را در گروہِ مردماں   ہمچو خضر الوقت ابن الوقت داں
جنسِ افرادِ بشر ہیں سربسر   اولیا ہیں خضرِ وقت و راہ بر
اولیا عکسِ جمالِ بے مثال   اولیا آئینۂ بدرِ کمال
اولیا ہیں نورِ حق کا پرتوا   ہیں یہ ہی آئینۂ کامل بجا
اولیا انوارِ نورِ احمدی   اولیا اسرارِ رمزِ سرمدی
اولیا ہی نورِ حق کی ہیں چمک   اولیا ہی نورِ حق کی ہیں دمک
اولیا مقبول و منظورِ حق اند   اولیا ممنون و مشکورِ حق اند
اولیا ہی قابل و منظور ہیں   اولیا ممنون اور مشکور ہیں
جرعہ مینوشند از جامِ الست   از شرابِ معرفت مدہوش و مست
ساغرِ توحید پیتے ہیں بجوش   کب شرابِ وجد سے رہتا ہیں ہوش
این گروہِ اولیائے ذی عقول   ریزہ چین نعمتِ خوانِ رسول
ہیں گروہِ اولیائے ذی عقول   ریزہ چین نعمتِ خوانِ رسول
از عبادت پاک و طاہر میشوند   از عبادت نفس جوہر میشوند
یہ عبادت ہی سے ہیں نورِ بشر   یہ عبادت ہی سے ہیں رخشاں گہر
بے ریاضت کس بحق واصل نشد   نے ریاضت مدعا حاصل نشد
بے ریاضت کے نہ ہو وصلِ خدا   بے ریاضت کے نہ ہو کچھ بھی بھلا
بے ریاضت کس نہ گردد اولیا   بے ریاضت کس نہ گردد باصفا

بے ریاضت کے نہ ہرگز ولی
نے خور و خواب محبانِ خدا
ان کا سونا اور کھانا ہے بلا
بہر حفظ جاں غذائے شان بود
جان کے رکھنے کو کھاتے ہیں غذا
ہست نائب این گروہِ اولیا
بے گماں نائب ہیں یہ سب اولیا

ہوتے یوں پرہیزگار و متقی
ہمچو خواب و خوردن اہلِ ہوا
کب ہے مثلِ خواہشِ اہلِ ہوا
فکر و ذکرِ حق دوائے شان بود
ذکر ہے اللہ کا اُن کی دوا
محرمِ رازِ جنابِ کبریا
واقفِ رازِ جنابِ کبریا

دنیائے ولی را بہر کام خویش پنداشتن
آب دریا را از مشت خاک انباشتن

کے بماند نقش دیر بے ثبات
کب رہے دنیا کا یہ نقش خراب
این وقارِ آسمانِ بے ستون
آسماں بے ستوں کا یہ وقار
این زمین وسعت آبادِ جہاں
یہ زمیں اور اس زمیں کی طرز و زیب
جملہ خواہد رفت بربادِ تباہ
کب کوئی قائم رہے زیرِ فلک

این ہمہ رنگینیٔ رنگِ حیات
زیب و زینت اور رنگِ لاجواب
وین نگارِ گنبدِ گردونِ دوں
گنبدِ گردوں کے یہ نقش و نگار
وین مکین دلفریب ہر مکاں
یہ مکیں اور ہر مکانِ دلفریب
جز یکے چیزے نماند در نگاہ
جز خدا انساں نہ یہ جن و ملک

کب کوئی قائم رہے زیرِ فلک
تاکجا این رغبتِ خوابِ گران
ہائے کبتک رغبتِ خوابِ قضا
تاکجا وارستگی بے پناہ
ہائے کبتک اس طرح آوارگی
رایتِ دولت کہ برافراختگی
تجکو اے مغرور دولت کیا ملی
دولتِ دنیا نباشد بہر آن
دولت دنیا نہیں ہے اس لیے
جملہ تعمیرات دنیا ہے دنی
سب ہے تعمیرِ جہان پردہ غل
مختصر گرد خراب و رائگان
دم کے دم میں ہوں گے سب زیر و زبر
گر خلافِ شرع بہ داری قدم
ہو نہ تجکو شرع کی گر جستجو
مستی و آوارگی زیبندہ نیست
مستی و آوارگی زیبا نہیں
فخرِ عزِ خاندان گر میکنی
کیوں غرورِ خاندانی ہے تجھے
این نسب با فخر عز خاندان

جز خدا انسان نہ بہ جن و ملک
تاکجا این خواہشِ جرمِ نہان
ہائے کب تک خواہشِ جرم و خطا
تاکجا وارفتگی ہر گناہ
ہائے کب تک جرم سے بیچارگی
خیرہ برگشتنی و سر انداختنی
کبر و نخوت اور دونی ہو گئی
کہ شوی غافل ز اسرارِ نہان
کہ تو اپنے بھید سے غافل رہے
چوں سرابِ وادی آہو منی
کھیل شیطانوں کا سمجھو بہ محل
مثلِ نقشِ آب ہے نام و نشان
جز خدا کوئی نہ آئے گا نظر
رہ نیابی جانبِ بیت الحرم
کہ بمقصود تک پہنچے نہ تو
رونقِ ناراستی تابندہ نیست
اسمیں راہِ راستی پیدا نہیں
کبر و سرداری و سر میکنی
نخوتِ زورِ جوانی ہے تجھے
روزِ محشر جملہ گرد رائگان

یہ نسب یا کچھ خیالِ خاندان
یا کہ از ساداتِ عظام است بس
ہے اگر کچھ سلسلہ سادات سے
تو چہ پنداری کہ مولانا منم
تو سمجھتا ہے کہ ہیں مولا ہوا
مولوی ما کہ قطبِ وقت بود
میرا مولانا کہ قطبِ وقت تھا
در کلامِ خود چہ مضمونے بگفت
مثنوی میں اپنی کیا اچھا لکھا
کارِ پاکاں چوں قیاسِ خود مگیر
کام نیکوں کا نہ تو مثل اپنے جان
کارِ پاکاں روشنی و گرمی است
ان کے ہر یک کام میں ہے روشنی
پیشِ نفسِ خویش سر انداختی
تو نے نفسِ خیرہ سر کے سامنے
پشت پائے را ببیں بر سر ببیں
دیکھ اپنے ہی ہر اک انداز کو
بدگمانی شیوۂ اسلام نیست
بدگمانی کب مسلمانوں کا کام
یاد دارم از کلامِ جانفزا

حشر میں ہوگا خراب و رائگاں
لائقِ انعام و اکرام است بس
بچ رہے گا حشر میں آفات سے
از ہمہ قدری برتبہ او لا نامنم
سب زمانہ ہی سے بہتر اور بھلا
گوی سبقت از ہمہ نیکاں ربود
پیشدستی نیکیوں میں لے گیا
گوہرِ معنی بسلکِ نظم سفت
گویا لڑیوں میں ہے دُرِ بے بہا
زانکہ باشد در نوشتن شیر شیر
گرچہ ہے افرادِ جنسی بے گماں
کارِ دوناں حیلہ و بے شرمیست
اور بدوں کے کام میں ہے تیرگی
حیف از دشمن سپر انداختی
کھول کر ہتیار عزت رکھ دیے
سوئے خود ہیں جانبِ دیگر ببیں
غیر کے کیا دیکھتا ہے راز کو
سوئے ظنی موجبِ اکرام نیست
یہ نہیں ہے موجبِ توقیرِ عام
کہ کلام او بہر دردی دوا

مجکو یاد آئی ہے پند جانفزا
بگذر از ظن وخطا اے بدگماں
بدگمانی بد ہے ، بد ہے بدگماں
گرچہ بیداری متاعِ آرزو
گلشنِ امید میں رکھتا ہے تو
غنچہ بستہ نخندد گر بباغ
غنچہ شگفتہ ہو اگر
گل شود گر گل ندارد رنگ و بو
گل بھی ہو اور وہ نہ رکھے رنگ و بو
عطر بیزی چوں گلِ صد برگ کن
چوں گلِ صد برگ نکہت چاہیے
سیلِ اشک گریہ خود بندد فراخ
گرچہ سیلِ اشک دامنگیر ہو
جلد ویراں ہو از سیلابِ آب
ہے یہ ظاہر کثرتِ سیلابِ آب
لیکن ایں گریہ کہ از دردِ فراق
درد و فرقت سے جو تو روے کہیں
گہ بھی گوی کہ از چشمِ نگاہ
چشمِ ظاہر بیں سے کہو یہ گماں
اسے بدایت شد ہمہ آئین تو

کیونکہ ہے یہ پند ہر دکھ کی دوا
انّ بعض الظن اثم را بخواں
ہے گناہِ بے پناہ وسوسے اماں
غنچۂ دل چوں گلِ بے رنگ و بو
غنچۂ دل جس میں نہ نکہت ہے نہ بو
یہ دلِ گلچیں بیفکند رنگِ داغ
باغ میں گلچیں نہ پھر آئے نظر
یہ انداں گل سبزۂ باغ عدو
اُس سے اچھا سبزۂ باغِ عدو
گریہ خندہ بہ پیشِ مرگ کن
گریہ خندہ کی حالت چاہیے
ہے چو جسم پختہ تعمیرات کاخ
جسم پختہ کی طرح تعمیر ہو
بیخ و بنیادِ مکاں گردد خراب
دم میں بنیادِ مکاں کردے خراب
سر زند شد دار و محراب و طاق
سخت بنیادِ مکاں ہو بالیقیں
من بھی بینم مکان و جائگاہ
کہ نظر آتا نہیں کوئی مکاں
گو گزشتہ دیدہ حق بین تو

اے بدائیں تیری نظریں اور نگاہ
ہو رہی ہیں اتولیت سے تباہ

تو پنداراز غرور نفس خویش
کہ مرا علم است تا عقل است بیش

کیا فریب نفس سے سمجھا ہے تو
میں ہوں عالم مجھ میں ہی علم و علو

حیف از علم تو جاہل بہتر است
کہ مرا در راہ عقل و دانش بہتر است

تجھسے بہتر جاہل سفاک ہے
کار دنیا میں تو وہ چالاک ہی

علم گر بودی نہ بودی جاہلی
فضل گر بودی نہ بودی کاہلی

علم گر ہوتا نہ ہوتا جاہلی
فضل گر ہوتا نہ ہوتی کاہلی

کاہلی و جاہلی گردد ہلا
کبر و نخوت جہل و غفلت بود ہلا

کاہلی اور جاہلی گر ہو نصیب
کبر و نخوت ہی رہے اس کے قریب

از نزول این بلاے سہمناک
رفتہ رفتہ آدمی گردد ہلاک

آنے ہی سے اس بلا کے بے گماں
ہی نہایت آدمی کو خوف جاں

دور کن اول غرور و خود سری
بعد ازیں غفلت و جہل و خری

دور کر پہلے غرور و خودسری
بعدہ غفلت و جہل و خری

گر ہمیں خواہی بدربارش رسی
آدمی شو آدمی شو آدمی

پہنچے کب دربار تک اے مدعی
آدمی بن آدمی بن آدمی

گفت مولانائے نادر مثنوی
از دلیل عقل و برہان قوی

مولوی نے مثنوی میں یوں کہا
انتہائے عقل سے با صدق و صفا

آدمی را آدمیت لازم است
عود را گر بو نباشد ہیزم است

آدمی کو آدمیت ہے ضرور
عود میں گر بو نہ ہو ہے پر قصور

تو کہ بودی قطرۂ آب منی
ترک کن اللہ این کبر و منی

ہے تو یک قطرہ منی کا اے دنی ترک کر للہ یہ کبر و منی

آزادی دنیا نصیبے رساند
واز تعلقات بیجا فارغ گرداند

گر ترا آزاد بودن پیشہ باش فارغ ہیچ نے اندیشۂ

تیری آزادی ہے آلہ دائمی رنج دنیا کا نہ دیکھے گا کبھی

کے ترا آزاد بودن مشکل است آنکہ آزادی نشانِ منزل است

کب یہ آزادی رہِ دشوار ہے طرزِ آزادی نشانِ یار ہے

ہر کہ آزاد است از اسباب خویش توشۂ عقبیٰ ہمی دارد بہ پیش

ہو اگر سامان دنیا سے جُدا توشۂ عقبیٰ کو پاوے بے ملا

توشۂ عقبیٰ ندارد گر ثبات از عذابِ حشر کے یابد نجات

توشۂ عقبیٰ اگر اچھا بنا رنج محشر میں اٹھائے بے ملا

بت پرستی بت تراشی کے رواست بت شکن بودن سزاوار تر است

بت پرستی بت گری اچھی نہیں بت شکن ہونا ہی بیشک فخر دیں

این شنیدم مصطفےٰ با مرتضیٰ رفت روزے در حرم پیغمبرا

مصطفےٰ کے ساتھ لیکر مرتضیٰ قصد بیت اللہ کا اک دن کیا

جا بجا دیدند در بیت الحرم ہمچو بتخانہ بتان مرتسم

جا بجا دیکھے بتانِ فتنہ گر بن رہا تھا بت کدہ سب حق کا گھر

گفت پیغمبر کہ اے شیرِ خدا دیدہ باید خانۂ ربِ العلا

یوں کہا حضرت نے اے شیرِ خدا
کفر با اسلام چوں آمیز گشت
کفر جب اسلام کا منظر ہوا
تو بیا بر شانہ جولانی کنم
آکہ میرے دوش پر رکھکر قدم
چوں علی آمد بپائے آں رسول
مصطفے نے جب قدم اپنا رکھا
گفت بارِ تو نہ بردارم رجا
یوں کہا تیری نبوت کا ہے بار
چوں خمیدہ شد رسول ایزدی
تب نبی نے دوشِ اقدس پر لیا
جملہ بت ہا را ز جائے بر فگند
اپنی جا سے بت ہوئے جب مستحیل
بر زمیں افتاد ہر بت پارہ شد
بت زمیں پر جو گرا پارہ ہوا
کعبہ از دستِ تصرف پاک شد
ایک دم میں پاک کعبہ ہو گیا

ان بتوں کا دیکھ ہر سو جمگھٹ
از بتان سنگدل لبریز گشت
رفتہ رفتہ ان بتوں کا گھر ہوا
کعبہ را از کفر ویرانی کنم
صاف ہر بت سے کروں بیت الحرم
بانگ برزد ہمچو محزون و ملول
تب علی نے ایک نعرہ سر کیا
ہست ایں بارِ نبوت بر ملا
کس سے اٹھ سکتا ہے اے گردوں وقار
مرتضیٰ آمد بدوشِ آں نبی
ہر بتِ سنگیں علی نے بت کیا
کفر شد آخر ذلیل و مستمند
کفر بھی آخر ہوا خوار و ذلیل
کفر از جوشِ جنوں آوارہ شد
کفر سب اس غم سے آوارہ ہوا
فتح سنجِ صاحبِ لولاک شد
نغمہ پیرا مصطفے کا ہو گیا

تنبیہ

خطاب بہ نفس

تو کہ داری در حریم کبریا
صد بت ناحق شناس و نارسا

ہائے اپنے دل میں کیوں رکھتا ہے تو
ان بتانِ سنگدل کی آرزو

چوں برہمن بت پرستی میکنی
ہمچو شیخے جیرہ دستی میکنی

چوں برہمن بت پرستی کا ہے حال
ہے بظاہر ایک شیخ نے مثال

ایں بتاں از کعبۂ دل دور کن
ساکن ایں کعبہ را مسرور کن

کعبۂ دل سے بتوں کو دور کر
ساکنینِ کعبہ کو مسرور کر

در حریم کعبۂ دل بہر راز
آمد آں ذات خدائے بے نیاز

تیرے دل میں یہ بھرا اسرار ہے
زینت افزا ذات ہے اللہ کی

قرب حق ہی اقتباسِ نور کن
خانۂ ویران خود معمور کن

قرب حق کو نور ایماں چاہیے
خانۂ ویراں کا ساماں چاہیے

وسعت و آبادی ایں خانۂ
بہتر و افزوں ز صد ویرانۂ

وسعت و آبادی دل اے غنی
سیکڑوں ویرانیوں سے ہے بھلی

اے دلِ ناحق پسند و بیخرد
تا کجا مایل بسوئے کار بد

اے دلِ ناداں بہت افسوس ہے
ایسے بد کاموں سے کیوں مانوس ہے

رنگ حسرت می پرداز روئے تو
طاق نسیاں گشت ہزار بردے تو

تیرے چہرے سے اڑا حیرت کا رنگ
طاق نسیاں ہوگئی ابروے تنگ

دیدۂ حیران تو از خود سری
صورت آئینہ اسکندری

حال یہ کچھ دیدۂ حیراں کا ہے
آئینہ اسکندرِ ذیشاں کا ہے

از فریب عکس ظاہر تا فسرد
راہ سوئے عالم معنی نہ برد

جو رہے گا محو عکسِ ظاہری
راہ باطن کی نہ دیکھے گا کبھی

ایکہ میبر قیتی بظاہر درحرم
دوست سے ظاہر ہیں ہے ربط وفا
از بتان سنگدل رسم وفا
ان بتوں سے رسم و راہ دلبری
جنس میل جنس دارد بیگماں
تو مسلماں ہوکے کیوں رکھتا ہے میل
این مسلمانی نمی آید بکار
یہ مسلمانی نہیں ہے کام کی
کفر قرب خاص کے پیدا کند
کفر میں کب قرب ہے اللہ کا
کفر گر بودے طریق راستاں
کفر گر ہوتا طریق راستی
چون شعبدہ گر پے بازی گری
مثل بازیگر کے اے مرد گدا
شعبدہ گر چرخ نیلی فام بود
چرخ بھی بازی گری میں طاق و فرد
کس بنا سودہ زبیر آسمان
زیر گردوں کون راحت سے رہا
آں فسوں کن تاکہ ماند دیرپا
ایسی بازی کر کہ جو قائم رہے

لیکہ ہستی قابل بیت الصنم
لیکہ ہے دشمن کی جانب رخ ترا
کس ندیدہ اندرین بتخانہا
کس نے اس دنیا میں دیکھی ہے ذری
تو مسلماں پس چرا مانوس آں
بت پرستی بھی کیا لڑکوں کا کھیل
کہ بکفر و بتکدہ داری قرار
ہے کبھی رند اور گاہے متقی
بلکہ پایہ خویش را رسوا کند
منزلوں تک بعد ہے اس راہ کا
کے برون خفتے زچشم پاسپاں
خود بتوں ہی میں نہ ہوتی کجروی
ہمت اہل تماشا میری
بازیاں سب کو دکھاتا ہے سدا
تو زپیر کہنہ سنفت می ربود
تو ہو اس پیر کہنہ سے بھی مرد
تا نمایر شعبدہ را ابہراں
بہر دنیا شعبدہ کام آئے کیا
سود بیرد ار دازورو زجزا
فائدہ اس کا نہ سمجھے دائم رہے

این فسونِ کہنہ و فرسودہ را
یہ پرانی ہے تری بازیگری
صورتِ چشم تماشا بنگری
تو نصور کو تماشائی نہ جان
گر بسعئ رہنما رفتی زجا
سعی مرشد ہو جو تیری رہنما
تو ندیدی مثنوی معنوی
کیا نہ دیکھی مثنوی مولوی
کور و کورانہ مرد در کربلا
بیکے اندھا اور بہرا اے غبی
حسنِ اعمالست گر در نامہ
ہے ترا اعمالنامہ گر بھلا
سیدِ والا نسب سردارِ ما
میرا پیغمبر مرا سردار ہے
گر طبیب دارو سے درماں بدہی
ہو اگر تجھ سے علاجِ دردِ دل
حفظِ جان فرض است نزدِ آدمی
آدمی کو جان ہی رکھنا ہے فرض
نزدِ جاناں کے رسی بے جان و تن
دل ہی مردہ ہو تو پھر کیا ہے علاج

سگ پسند و قلبِ مردِ باخدا
ہو گی کب مقبول پیشِ ہر ولی
شعبدہ را خوب و زیبا بنگری
خوب اس دنیا کی زیبائی نہ جان
زود آئی در حریمِ کبریا
جلد ہو جاوے تجھے وصلِ خدا
گفت بہرِ طالبے شیخ وصبی
کہہ رہے ہیں کیا پے شیخ و صبی
تا نیفتی چوں حسین اندر بلا
دے نہ یوں منصور کے مانند جی
اے توئی روزِ جزا علامہ
ہے تو ہی واں ایک ولی باخدا
ہست در ہر کارِ ما غمخوارِ ما
میری بگڑی اور بنی کا یار ہے
طرفہ سامانے برائے جاں بدی
ہوں ترے سامانِ عقبیٰ منفصل
کہ ازو باید نشانِ مجرمی
جس سے سمجھا ہے سب عصیاں کا مرض
جاں اگر داری رسی روزِ لقا
ہو اگر زندہ دلی ہو وصل آج

ہر کہ تابان می نگرد از جانِ خویش
گر نہ دنیا میں کیا سچے کا کام
بازئ طفلانِ مکتب گشتئ
بازئ طفلانِ مکتب کیوں ہوا
مثل لفظِ بے دلیل و ناروا
سفت میں کیوں لفظ بے معنی بنا
گر ہنر داری بغیر پاک نے
طاعتِ حق میں اگر ہے با ہنر
جوہر فرد است گر داری ہنر
گوہر یکتا ہے گر ہے با خدا
بے غرض ماند دلیل بر ہر صفت
گر نہ رکھے اہلِ دنیا سے غرض
در کلامِ خود بہ برہانِ کثیر
مثنوی میں با دلیلِ بے نظیر
چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد
جب غرض آئی ہنر کی متصل

رائگاں دادہ ہمہ سامانِ خویش
مٹ گیا اس کا زمانہ ہی سے نام
ہمچو حرفِ غیر مطلب گشتئ
مثل حرفِ غیر مطلب کیوں ہوا
شد غلط مضمون حرفِ مدعا
کیوں غلط مضمون تیرا ہو گیا
بے ہنر در جائے خود چالاک نے
تو کہیں ہو پہ نہیں تجھکو خطر
دیگرے از آب جوہر بہرہ ور
دوسرا بھی تجھ سے پائے گا ضیا
با غرض بودن بطرزِ دلبر است
دور ہو بے جوہری کا سب مرض
گفت مولانا بشعرِ بے نظیر
پند مولانا سے اپنی دستگیر
صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد
سو حجابوں میں ہوئی مخفی چشم دل

طالب را از عذاب قبر تیرہ ترسانیدن
و فہمید و پند را ابیدان عالم برزخ و دانیدن

تو نہی زنسی نہ بیم تنگی
قبر کی تنگی سے تجکو ڈر نہیں
اتصال او بلاے جان بود
قبر سے ملنا بلاے جان ہے
انتشارِ قبر بہر آدمیست
انتشارِ قبر بھی ہے بہر جاں
در روایاتِ حدیثِ احمدی
یوں حدیثِ مصطفےٰ میں ہے لکھا
کہ معاذ با وقار و با امین
تھے صحابی ایک کیواں بارگاہ
چوں جہانِ بے بقا را در گذاشت
جب جہانِ بے بقا سے وہ گئے
دفن گشتہ آں ولیِ متقی
دفن جسم وہ ہوے مردِ حسیں
مصطفےٰ را دید بعد انباشتن
سب نے دیکھا بعد دفنِ مردِ پاک
چوں ز تسبیحی بہ تکبیر آمدہ
جب ہوے تسبیح سے فارغ جناب
وقتِ رفتن جملہ پرسیدند زود
سب نے پوچھا وقت چلنے کے یہ حال

کہ بگورے گشے بود یکبر نگی
ایسی بے خوفی بھی دیکھی ہی کہیں
انفصالِ او بلاے جان بود
اور الگ رہنا بھی دوراز نشان ہی
ہر فشارِ قبر بہر آدمیست
اور فشارِ قبر بھی ہے بہر جاں
ایں شرح شد پے تشبیہِ وحی
اس روایت کا سنو شرح ماجرا
مستفیدِ صحبتِ سلطانِ دیں
نام اُن کا تھا معاذ نیک خوا
حق ملا یک را اپنے تدفین گماشت
اُترے بے گنتی فرشتے چرخ سے
در مزارِ خویش از دستِ نبی
تھے وہاں خود سرورِ دنیا و دیں
بانگ تسبیحات خود برداشتن
آپ نے تسبیح کی با صد تپاک
جانبِ آوازِ تکبیر آمدہ
کی ادا تکبیر با صد اضطراب
شور تسبیحات و تکبیر از چہ بود
کس سبب سے آپ پر گذرا ملال

گفت پیغمبر کہ اے مردانِ راہ
یوں کہا حضرت نے اے مردانِ حق
چوں فشارِ قبر دیدم متصل
قبر نے اس کو دبایا متصل
لاجرم تسبیح گفتم بہرِ آں
میں نے تسبیح مصرس جب کہی
چوں مکررِ حرفِ تکبیرات خواند
جب مکرر میں نے تکبیریں کہیں
اے اسیرِ دامِ حرص و سودمی
ہائے کب تک ہوگا بندِ دامِ حرص
تا نگردد مرگ مشکل بہرِ تو
ہوگا یہ مرنا جب تک تجکو نہ سہل
خوگرِ عذرِ گنہ شد دائما
اپنے اس جرم و گنہ کا عذر کر

دفن چوں شد ابن معاذ نیکخواہ
دفن پوشیدہ ہوا از بہ طبق
شد فزوں تر اضطرابِ دردِ دل
ہوگیا بے چین میرا پھر یہ دل
کہ بماند تنگئ قبرِ جواں
قبر کی تنگی سے پائی مخلصی
پس فشارِ قبر از وے دور ماند
دور اس کی سب یہ تکلیفیں ہوئیں
ترک کن ایں دعوئ کبر و منی
چھوڑ ناحق ہو رہا ہے رامِ حرص
مرگ خیر و سہل باشد بہرِ تو
مرگ کا پل کب بنے گا تیری لہر
در حضورِ بارگاہِ کبریا
بارگاہِ کبریا میں رکھ کے سر

اظہارِ منازلِ فقر بہ دورانِ طلب و تلقینِ امرِ نجات
پئے خوشنودئ رب

منزلِ اول طلب

بہر قرب حق تو خود را پے کنی　　منزل اول طلب را طی کنی
ہو طلب میں حق کے گر پیچ کمال　　حق تعالی کا کشیدن ہو وصال
این طلب وارد بسے آوارگی　　بندگی آزادگی بیچارگی
اس طلب میں ہی بہت آوارگی　　بندگی آزادگی بیچارگی
گر تو قطع منزل اول کنی　　پا براہِ منزلِ دویم نہی

منزل دوم

منزل ثانی بود عشق عظیم　　پر خطر چون جادۂ امید و بیم
دوسری منزل ہی عشقِ فتنہ زا　　جس کے طی کرتے میں ہیں سو سو بلا
رفتہ رفتہ قطع گردد راہ تو　　ہمتِ مرشد بود ہمراہ تو
رفتہ رفتہ قطع یہ بھی راہ ہو　　ہمتِ مرشد مگر ہمراہ ہو
بیخودانہ قطع سازی منزلے　　اے نیازاری ولے بہر دلے
بیخودی میں طی ہو نیز ار استا　　عجز کی امداد سے یاں کام کیا
دور رہی از بند نفس خیرہ سر　　سرکشی او شود زیر و زبر
قیدِ نفس خیرہ سے آزاد ہو　　سرکشی اس نفس کی برباد ہو
پیرہن را چاک سازی از جنون　　مثل مجنون وحشت و الفت فزون
ہو قبا سو جا سے تیری چاک چاک　　مثل مجنوں کے رہے دل دردناک
سجدہ مثلِ وادی ایمن بود　　بر فراخِ طور او مسکن بود
سجدہ اس کا وادی ایمن رہے　　گویا کوہِ طور پہ مسکن رہے

موسیٰ عشقِ تو گردد خضر وار	طی شود این منزلت پایانِ کار
عشق تیرا خضر کی مانند ہو	طی ہو جب یہ راستہ خورسند ہو

منزلِ سوم

پیش آید منزلِ سوم بداں	منزلِ عرفاں چو راہِ ہفتخواں
پیش آئے تیسری منزل تجھے	مثل راہِ ہفتخواں تکلیف دے
طی چو عرفاں را بصد محنت کنی	قرب راہِ منزلِ عزت کنی
طی جو عرفاں کو بصد محنت کرے	قرب راہِ منزلت عزت کرے
منزلِ عرفاں بسے خوب و نکوست	کہ در و معلوم گردد حالِ دوست
منزلِ عرفاں میں ہے رنگِ جمال	اس میں محنت کا ہو سب معلوم حال

منزلِ چہارم

چوں کنے تکمیلِ استغنا روی	بہرہ ور از منزلِ چارم شوی
منزلِ چارم میں ہو تیرا گذر	ہو نہ استغنا میں کچھ خوف و خطر

منزلِ پنجم

بعد چارم جانبِ پنجم خرام	تا شوی اندر ربطِ معنی شاد کام
بعد اس کے پانچویں میں آئے تو	لطف کیا کیا معنوی میں پائے تو

منزلِ ششم

معنی پنجم اگر گیرد آشتی ‏ ‏ ‏ لطف از ذوق فنا برداشتی
پانچویں سے ہو چھٹی میں اتصال ‏ ‏ ‏ ہر کمال غیب سے ہو باکمال
چوں فنا گردی بدور جام وصل ‏ ‏ ‏ واصل و ملحق شوے از کام وصل
جب فنا کا کام ہو تجھ کو نصیب ‏ ‏ ‏ ہو وصال دائمی کے تو قریب

منزل ہفتم

بعد رفتار ششم لطف بقا ‏ ‏ ‏ گر تو یابی کے شوی از حق جدا
ہو چھٹے سے ساتویں کے جب قریب ‏ ‏ ‏ بخت جاگیں اور یاور ہو نصیب
ایں بقا را از بقائے اتصال ‏ ‏ ‏ ایں فنا را از فنائے اتصال
اس بقا کو ہے بقائے دائمی ‏ ‏ ‏ اس فنا کو ہے فنائے دائمی
گو بقا و ایں فنا از ہم جداست ‏ ‏ ‏ لیکن ایں از بذل و الطاف خداست
ہیں بقا اور یہ فنا دونوں جدا ‏ ‏ ‏ لیکن ان دونوں میں ہے لطف خدا

رہنمائے بجانب فقر نمودن
و پیمانہ فقر از عقل پیمودن

ہر کہ دارد اتحاد راستاں ‏ ‏ ‏ شد دلیل نیک بختی بیگماں
ہے جو طالب راستی کو کر قبول ‏ ‏ ‏ نیک بختی ہے دلیل فرے عقول
ہر کہ پوشد دلق درویشی براز ‏ ‏ ‏ باید اورا اجتناب و احتراز
جس نے پہنا ہے فقیرانہ لباس ‏ ‏ ‏ چاہیے اس کو بہت خوف و ہراس

مجتنب از صحبتِ اہلِ دول
اہلِ دنیا سے تنفر ہے ضرور
باش اول در شریعت استوار
رکھ شریعت پر قدم کو استوار
ورد و اوراد بکہ حرزِ جاں بود
ورد معمولی اگر ہو حفظ وقت
در نوافل وقت را ملحوظ دار
چاہیے نفلوں کا پڑھنا دمبدم
بعدہٗ پیرے طلب کن اے فتا
جستجوے مرشدِ ذی آبرو
ہر چہ او تلقین کند در یاد گیر
تجھکو جو مرشد کرے تعلیم و پند
تو بجاے خویش دیوانہ مباش
آپ ہی اچھی نہیں دیوانگی
باید این دیوانگی دیوانہ را
جاہلوں کو چاہیے دیوانہ پن
عقل علم دیں بیفزاید ترا
علم دیں میں عقل سے آئے جھلک
جوہرِ علم از خردمندی بود
ہو خردمندی سے علمِ دیں فزوں

تا نباشد لغزشِ حسنِ عمل
تا نہ ہو حسنِ عمل میں کچھ فتور
با جماعت پنجگانہ در گذار
با جماعت پنجگانہ کو گذار
ترک کردن باعثِ عصیاں بود
چھوڑنا اس کا گنہگاری ہے سخت
قلب را از ذکرِ او محظوظ دار
جس سے دل میں اک مزا آئے بہم
پیر باشد تابعِ امرِ خدا
کر کہ جس میں ہو شریعت دو بدو
نے فراموشش کن بہ مثل یاد گیر
چاہیے رہنا اسی پر کاربند
عقل بیدار و بیگانہ مباش
سیکھ علم و عقل سے فرزانگی
عقل باید صوفیٔ فرزانہ را
صوفیوں میں چاہیے دونی پھبن
انتہاے عقل می شاید ترا
عقل وافر چاہیے بے ریب و شک
نے بہ امرِ خوبی و چندی بود
کام کب دے زینتِ دنیاے دوں

تو مشو ایمن ز بازی جہاں
بازی دنیا سے تو بازی نہ کر
بازی رنگِ زمانہ بہر آں
بازی دنیا ہے دل ہے اس لیے
تو بجز خود مکن ایں بازیے
تو نہ اس بازی کو جیوں شطرنج کھیل
احتیاج خویش را مخفی بدار
تو ضرورت اپنی مخفی رکھ سدا
در کلام مولوی ما یہ بیں
دیکھ مولانا کی طرز وعظ و پند
آنکہ شیراں را کند روبہ مزاج
شیر جس سے دم میں ہو روبہ مزاج
طالبِ حق باش و بندِ حق نگر
طالب حق ہی تو بند حق کو مان
چوں ز حق گشتی ہمہ چیز از تو گشت
تو اگر حق سے ملے مل جائیں سب
گر طلبگاری طلب را پیش دار
تو جو طالب ہے طلب پر رکھ نظر
دیدہ ام ورد و ذکر و اذکار ہیچ
طالبوں کے ذکر میں ہے بیگماں

کہ پلنگ و شیر گردد بیگماں
کہ پلنگ و شیر ہو یہ سربسر
کہ تو دارد دیدہ مردم نہاں
دیدہ مردم ہیں زینت خوب دے
کہ نہ بہر تو کند دمسازیے
مثلِ مہرہ تجھ سے کب رکھے یہ میل
کے بہ آرد جز خدائے کردگار
کون بدلاتا ہے جز ذاتِ خدا
بہر بندِ طالباں گفت ست ایں
طالبوں کے واسطے ہی کیا پسند
احتیاج است احتیاج است احتیاج
ہے وہ بیتاب اس جہاں کی احتیاج
کہ برائے ماچہ گفتند خوب تر
یہ نصیحت مولوی کی ٹھیک جان
چوں ز حق گشتی ہمہ چیز از تو گشت
تو اگر حق سے پھرے پھر جائیں سب
حب درویشاں لعلت خویش دار
اور فقیروں کی محبت سربسر
پند مولائے ما گردد شفیع
پند مولانا شفیع طالباں

گفت حق اندر سفر ہر جا روی
کہتے ہیں ہر سفر جاے اگر
علم گر داری عمل باید ترا
علم گر حق نے دیا کر تو عمل
این عمل بہتر ز صد حسن عمل
یہ عمل بہتر ہے ہر یک کام سے
پیروی سنت احمد بکن
سنت احمد کی کر تو پیروی
خلق و اخلاق کریمانہ بگیر
خلق و اخلاق کریمانہ کو سیکھ
رہروان راہ تسلیم و رضا
رہروان جادۂ امید و بیم
دیدہ ام از دیدۂ دل بیشتر
سیرت خیر البشر ہیں بارہا
کہ بعہد سرور کشاف راز
کہ جناب مصطفیٰ کے لطف سے
چون پی اصحاب دین تعلیم کرد
ہر صحابی نے لیا اک طرز نیز
لیک یک آوارہ و بیکار بود
لیکن یک آوارہ و بدکار تھا

باید اول طالب مردی شوی
پہلے ڈھونڈے مرد حق کو سر بسر
بے عمل بودن نمی شاید ترا
بے عمل ہونا ہی ہے بیشک خلل
چون عمل داری نمی افتد خلل
یہ بچاے نقص و بد انجام سے
پھر فرط خلق زیبا کہ بکن
خلق ہی ہے عادت مرد سخی
لطف و اشفاق فقیہانہ بگیر
لطف و اشفاق فقیہانہ کو سیکھ
ترک کے سازند خلق و بذل را
ترک کرتے ہی انہیں خلق عظیم
در کتاب سنت خیر البشر
ہم نے دیکھا ہے یہ نادر واقعہ
چند کس رفتند از رسم نیاز
آدمی کچھ آپ کے یہاں ہوے
جملہ را یاران او تسلیم کرد
کیونکہ تھے وہ صاحب عقل و تمیز
کہ بہ بدکاری بسی عیار بود
سخت کافر تھا بڑا عیار تھا

مفسد و برگشته بخت و بدسیر
تھا فسادی اور عادت کا برا
ہیچکس او را بہ مہمانی نبرد
اس کو ساتھ اپنے نہ کوئی لے گیا
از رہ الطاف و اخلاق و عطا
آپ نے از راہ الطاف و عطا
نان بداد و جاے داد او را خفت
دے کے کھانا اور جگہ آرام کی
چوں شب آمد اندرون حجرہ خفت
رات جب آئی اسی جا پر رکھا
اندرونش کرد خود آمد برون
اس کو اندر کر کے خود باہر ہوئے
خفت و بر بستر پرانده بول کرد
سو کے بستر پر کیا بول و براز
بہر توہین رسول بارگاہ
اس شقی نے بہر توہین رسول
مبتلا رہ رفتہ بود آن تیرہ بخت
راہ تھوڑی ہی چلا تھا بد شعار
باز آمد بر در پاک نبی
پھر پلٹ کر جانب حجرہ گیا

بدخیال بدفعال و بدگہر
نیکیوں کا وہ کبھی عادی نہ تھا
در حضور مصطفاے ما سپرد
خدمت سرور دیں ہی میں رہا
نزد سوے حجرہ خود مصطفا
اپنے ہی حجرہ میں دی رہنے کو جا
بے گماں لطف کریمانہ بساخت
اسکو بہر خواب راحت خوب دی
بہر تاکس بستر خود برگماشت
اور اپنا ہی بچھونا دیدیا
تا کہ او یابد قرار و ہم سکون
صرف کار خاص وہ سرور ہوئے
پس برون حجرہ شد آن پر فجور
اور گیا حجرہ سے وہ برگشتہ ساز
او نہادہ بر سرش بار گناہ
معصیت کو کر لیا دل سے قبول
کہ ورا یاد آمدہ شمشیر دست
کہ اسے یاد آئی تیغ آبدار
این عجب دیدار بس خوب و قوی
اس نے دیکھا ایک نادر ماجرا

که ز دستِ خود حضورِ کائنات
ہاتھ سے اپنے وہ فخرِ تیرہ خاک
منفعل گشت و ذلیل و خوار شد
دیکھکر اس کو بہت نادم ہوا
چوں بدید ایں رسم و ایں آئینِ دیں
جب یہ دیکھا طرزِ دینِ مصطفا
باز یاد آمد ز خلقِ مصطفا
اور عہدِ مصطفیٰ ہی کے قریب
کہ بدورِ حضرتِ خیر الانام
وقت میں حضرت کے بے جنگ و جدال
مکیاں آوارہ و بیگانہ وار
جتنے مکّی تھے فراری ہو گئی
عکرمہ سردارِ مکہ رفت رفت
عکرمہ سردارِ مکہ بھی گیا
زوجہ اش با او بگفت اے خیرہ سر
اُس کی زوجہ نے کہا اے خیرہ سر
اے بیا در خدمتِ سردارِ دیں
آ کہ تجکو لے چلوں حضرت کے پاس
تو نمی دانی کہ ایں راہِ ہدا
تو سمجھتا ہی نہیں یہ راہِ حق

جامہ می شوئید از بہرِ نجات
بستر ناپاک کو کرتے تھے پاک
با ادب پیشِ شہِ مختار شد
بیقراری سے حضورِ شہ گیا
او مشرف گشت از دینِ متیں
دیکھتے ہی وہ مسلمان ہو گیا
یک روایت نادر و نیکو نوا
یک روایت یاد آئی ہے عجیب
فتح شد از دستِ او مکہ تمام
فتح مکہ ہو گیا بے قتل و قال
کرد سوئے گوشۂ صحرا فرار
بادیہ پیمائی خواری ہو گئی
جانبِ دریا بعزمِ رفتن رفت
جانبِ دریا کہ تھا ہو رہ گزا
بیخبر چوں گشتی از با خبر
کیوں نہیں رکھتا کچھ بھی خبر
تا ترا تلقین کند راہِ یقیں
کہ نہ آئے دل میں کچھ بیم و ہراس
بہتر از صد بادشاہی بر ملا
سیکڑوں شاہی پہ رکھتی ہے سبق

که وره راستی هر کس براه
راہ اچھی اور سیدھی جو چلا
عکرمه گفت اے زن ناحق شناس
یوں کہا اُس نے کہ سُن اے بے شعور
دادم او را سخت درد زحمتی
ہیں نے اُس کو سخت ہی تکلیف دی
آں شنید و گفت بہر صلح نیز
اُس کی عورت نے کہا سن اے عزیز
شاہ با بر ما رحیم است و رحیم
شاہ جن و انس تجھے ہیں پر رحیم
عکرمہ ہمراہ او شد بہر کار
عکرمہ آیا درِ سلطان پر
شاہ والا از رہ لطف عظیم
شاہ نے از راہ الطاف و عطا
نزد خود او را بخواند اکرام کرد
لطف سے اپنے بلایا اُس کو پاس
او بصدقِ دل رفیق و یار شد
وہ بصدقِ دل ہوا شہ کا رفیق

اے سر گشت از لوث تباہ
وہ الگ دنیا کے جھگڑوں سے ہوا
تو ہمی ترسی ز رنج بیقیاس
کیا تجھے ظاہر نہیں میرا قصور
کس کند بر من نگاہ رحمتی
کب کریگا مجکو زحمت سے بری
ایں نہ رسم و راہ دینِ ست اے عزیز
یہ نہیں ہے رسم دیں با تمیز
کہ خدا در خلق او گوید عظیم
حق نے فرمایا ہے خلق اُس کا عظیم
با دلِ پر درد و چشم اشکبار
مائل شور و بکا با چشم تر
عفو کرد آں جرم و عصیان قدیم
عفو اُس کا جرم بیجا کر دیا
طرفہ طرفہ شفقت و انعام کرد
اور کیا الطاف اُس پر بیقیاس
بعد ایمان مونس و غمخوار شد
جاں نثار خاص مانند شفیق

دیگر

یاد آمد نیز از عہد کرم — طرز اخلاق رسول محتشم
اور یاد آیا نبی کے وقت کا — مجھ کو یک نایاب و نادر ماجرا

بود در شہر یمن مرد لعین — شاعرے آیہ و برگشتہ دین
تھا یمن میں ایک مرد بت پرست — غرق بحر کفر میں نخوت میں مست

شعر میگفتی بہ توہین رسول — تا سزا بودی بہ نزد ذی عقول
شعر کہتا تھا مذمت میں سدا — تھا بہت نالائق و ناآشنا

مومناں پیش پیمبر داد خواہ — جملگی آیند ہر شام و پگاہ
سب مسلماں آکے پیش مصطفا — شکوۂ جور و ستم کرتے سدا

مصطفیٰ فرمود از برندہ تیغ — قطع باید کرد فرقش بی دریغ
تھا مسلمانوں کو یہ حکم حضور — کاٹنا مغرور کے سر کو ضرور

اخوی او صاحب ایمان بود — لائق صد لطف و صد احسان بود
اس کا بھائی صاحب ایمان تھا — لائق اکرام اور احسان تھا

گفت روزی از برادر اے اخی — تو ہمی ترسی ز اصحاب نبی
یوں کہا بھائی سے اک دن اے اخی — بیچ دیں گے تجھ کو یاران نبی

جملہ یاراں پھر تو ہر سو دواں — بہر تفتیش تو اند رواں
سن کے یہ احوال و فکر بد فاش — ہو رہی ہے چار سو تیری تلاش

گر بیائی در حریم مصطفیٰ — عفو فرماید ہمہ جرم و خطا
حاضری دربار کی گر ہو نصیب — ہو بلاشک عفو و رحمت کے قریب

شاعر آمد پیش پیغمبر نشست — نادم از اقوال و از اشعار زشت
حاضر آیا وہ محمد کے حضور — اور پشیماں ہوا جو یاد آیا قصور

گفت اے سردارِ ما سلطانِ ما
یوں کہا تو ہے ہمارا بادشاہ
شاعرے باشندۂ شہرِ یمن
جو یمن کا شاعرِ ناچیز ہے
گفت پیغمبر کہ آں مردِ لئیم
سن کے فرمایا وہ مرد بے حیا
او شنید و گفت اے سردارِ دیں
سن کے بولا آپ ہیں دیں کی پناہ
خواہ مار آتش و قسم بہ سر
مار یا کر مجھ پہ رحمت کی نظر
شاہ ما بر شاعرے اکرام کرد
آپ نے اس پہ کیا لطف و عطا
او مسلماں شد ز راہ اعتقاد
وہ اسی دم پھر مسلماں ہو گیا
از کلامِ شاعرے عزت گزیں
اس کے مضمونِ محبت خیز سے
بو ہریرہ گفت اے مردِ عزیز
بو ہریرہ نے کہا اے مردِ دیں
صاحبِ بہتر تو اے ذی اعتبار
بختا مجھ کو خدا نے پاک دے

اے دل و دینِ من و ہم جانِ ما
اور ہماری ہر مصیبت کی پناہ
گر بیاید او چہ باید بہر فن
کیا سزا اس کے لیے تجویز ہے
گر بیاید سر ہمی سازم دو نیم
ہاں گرائے سر بھی ہو تن سے جدا
سر نہادم زیرِ تیغت بالیقیں
سر مرا ہے زیرِ تیغِ بادشاہ
ہیں فرمانت بہ پیچم کاہ سر
حکم سے تیرے نہیں پھیرنے کا سر
یک ردائے خویش را انعام کرد
دی اسے اپنی ردا اسے بے بہا
شعر اندر مدح گفت از راہِ داد
یک قصیدہ نعتِ احمد میں لکھا
راضی و خوشنود شد سلطانِ دیں
سرورِ حق راضی اور خوش ہو گئے
ایں ردا را مابدہ بہر تمیز
یہ ردا کچھ تیرے مطلب کی نہیں
کیسہ دینار تا آید بکار
کیسۂ دینار لے لیں مجھ سے لے

گفت گر درج جواہر صد ہزار — سید ہی مار ا ہمی آید بکار
بولا گر تو درج گوہر لاکھ دے — وہ مرے دنیا میں ہیں کس کام کے
من نجایے او نہ یک تا سے دہم — گر زقید ہستی خود وار ہم
ہیں نہ دوں یا پیتا رہی اس کا کبھی — جائے گر اس کی عوض میں جان بھی

عالم ارواح را بعالم اجسام آشکار اکردن و علوی را بمیان عالم سفلی اظہار

ایکہ در قندیل عرش عز و ناز — گاہ بودی محرم راز و نیاز
تھا کبھی قندیل عرش و ناز میں — تھا کبھی ہمراز میں انداز میں
گاہ بودی مقتدائے کائنات — گاہ بودی پیشوائے شش جہات
تھا کبھی تو مقتدا کونین کا — تھا کبھی تو پیشوا ثقلین کا
گاہ بودی مظہر ذات احد — گاہ بودی مصدر ذات صمد
تھا کبھی تو مظہر ذات خدا — تھا کبھی تو طرز احمد کی ادا
گاہ بودی ہمسر کروبیاں — گاہ بودی متصل کون و مکاں
تھا فرشتوں کا کبھی تو ہم سبق — اور صحیفوں کا کبھی رنگیں ورق
گاہ بودی در حریم کبریا — گاہ بودی در جوار مصطفا

تھا حریم محترم میں تو کبھی
اور کبھی تو نبی کی روشنی

گاہ بودی مظہرِ اہلِ یقیں
تھا کبھی تو مقبلوں کا ہم خیال
ایں وجودِ انبیاے مرسلیں
انبیاے مرسلیں کا یہ وجود
ایں وجودِ اصفیاے باصفا
صوفیوں کا یہ گروہِ باصفا
جملہ ہم جنس جلیس عصر بود
عالمِ ارواح میں ہے سربسر
انبیا را مرسل و مقبول کرد
ہو گئے سب انبیا مقبول رب
تو نیاری یاد عہدِ خویش را
تو نے اپنا قول بے وقعت کیا
با تو آقاے تو چہ انعام کرد
تجھ سے آقا نے ترے کیا کیا کیا
پس الست ربکم بہر تو خواند
تھا الست ربکم تیرے لیے
صحبتِ پاکان و ربط ذی عقول
تربیت اور صحبتِ مرداں دیں
تا نسازی ترک ایں افعالِ زشت
تجھ سے چھوٹے گی نہ جب تک کجروی

گاہ بودی ہم خیالِ مقبلیں
اور کبھی اہلِ یقیں کیسی مثال
ایں وجودِ اولیاے مہتدیں
اولیاے مقبلیں کا یہ وجود
ایں وجودِ اتقیاے بے ریا
اہلِ تقوا کا وجودِ بے ریا
گوے در میدانِ اجسامی ربود
ہو گیا پھر جسمِ خاکی میں گذر
اولیا را مقبل و معقول کرد
ہو گئے سب اولیا مشغول رب
راحت و آرام و عہدِ خویش را
راحت و آرام سب غارت کیا
گونہ گونہ شفقت و اکرام کرد
ساتھ تیرا ہر مصیبت میں دیا
وعدۂ قالو بلا از تو نماند
وعدۂ قالو بلا بولے سبھی
ہر دو را برباد دادی بوالفضول
محو تیرے دل سے دونوں ہو گئیں
کے رسی در منزلِ باغِ بہشت
باغِ جنت میں نہ جاوے گا کبھی

بے رضائے کبریائے چارہ ساز
بے رضا اللہ کے اے حیلہ ساز
اے نیاز با دلیل ناز ما
عاجزی اپنی دلیل ناز ہے
بے نیازی لائق رب العلا
بے نیازی ہے خدا کے واسطے
با ادب بودن دلیل عجز ویست
با ادب رہنا ہے کار ذی خرد
تو ندیدی در کلام معنوی
مثنوی میں کیا نہیں دیکھا لکھا
بے ادب تنہا نہ کردی خویش بد
بے ادب تو نے نہ تنہا بد کیا

طی نسازی منزل راہ نیاز
طی نہ ہوگی تجھ سے یہ راہ نیاز
بے نیازی شیوہ انداز ما
نے نیازی شیوہ انداز ہے
بانیازی ہر شما باشد سزا
عجز مرد پر خطا کے واسطے
بے ادب با ما مثال عجز ویست
بے ادب بے عقل ہے واللہ بد
گفت تا در سہو تعلیم عجبی
بے ادب کے واسطے اچھا کہا
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
بلکہ غیروں کو بھی شامل کر لیا

اظہار معرفت

گر بساط معرفت گسترده
معرفت کا فرش گر دیگا بچھا
معرفت گنجینہ اسرار ہا
معرفت ہے مخزن اسرار غیب
معرفت آئینہ دار راز ہا
معرفت کا ہو اگر آئینہ دار

از ملائک گوی سبقت بردہ
سب سے اعلیٰ ہوگا تیرا مرتبا
معرفت آئینہ انوار ہا
معرفت آئینہ انوار غیب
معرفت گنجینہ دار اسرار ہا
ہو خدائے پاک کا گنجینہ دار

معرفت باشد نشاط زندگی
معرفت ہے زندگانی کی خوشی
معرفت توحید را افزوں کند
معرفت توحید کو افزوں کرے
معرفت ہمرشتۂ امر جلیل
معرفت حکم خدا کی ہے دلیل
معرفت کشاف جان جزو کل
معرفت ہے کاشف اسرار کل
نور او تاباں شود گر بے دلست
معرفت کا نور ہو گر شمع زا
پاک گردد از خودی و بیخودی
پاک ہو کر بیخودی سے بہر نام
عارفان معرفت کامل شوند
معرفت سے مرد حق کامل ہیں
عارفان جادۂ تحمید را
ہیں جو عارف جادۂ تحمید کے
رہنما سے از خدا باشند شتاب
رہنمائی اُن کو ہو اللہ سے
گر ندارے معرفت اے بیخبر
گر نہ رکھے معرفت تو اے عزیز

معرفت سرمایۂ خورسندگی
معرفت ہے نوجوانی کی خوشی
معرفت تشہید را افزوں کند
معرفت تشہید کو افزوں کرے
معرفت اندازۂ قرب جلیل
معرفت ہے باعث قرب خلیل
معرفت رنگ فریب روئے گل
معرفت رنگ فریب روئے گل
بے گماں عرش بریں شد منزلت
بے گماں عرش بریں ہو تیری جا
روح یابد کیف عیش سرمدی
روح پائے لذت لطف مدام
بے تکلف از خدا واصل شوند
وصل سے اللہ کے واصل رہیں
عارفان منزل توحید را
ہیں جو عارف منزل توحید کے
طے بود تا منزل راہ صواب
تاکہ وہ واقف ہوں ہر یک راہ سے
تو چہ دانی امتیاز نیک و بد
رہ سکتی اور بیخبری میں کیا تمیز

تو چه دانی نیک و بد را اے غنی
جو نہیں ہے نیک و بد سے آگہی
فکر آں کن تا کہ او رہبر بود
فکر وہ اچھی کہ ہو رہبر تری
فکر آں بہ تا شناسد رمزِ دوست
فکر وہ اچھی کہ سمجھے رمزِ دوست
فکر کن در کار و بارِ زندگی
کار و بارِ زندگی کی فکر کر
ہر جبر و اختیار حال خود
اپنے حال اختیار و جبر پر
ایں ہمی زیبد ترا اے ذی فنون
تجکو یہ زیبا ہے اے مردِ خدا
پاک گشتن قربتش حاصل کند
پاک ہو کر وصل کا پائے مزا
گر بیابی در جوارِ رحمتی
سایۂ اللہ میں آئے اگر
بارک اللہ درد دل را یافتی
ہو اگر درد دل صافی نصیب
درد باید درد ماند مرد را
درد دل واللہ ہے زیبائے مرد

لائقِ حسرت بود فکر توی
لائقِ حسرت ہے تری فکر بھی
فکر آں بہ تا کہ او یاور بود
فکر وہ اچھی کہ ہو یاور تری
فکر مغز جاں بود ذکر تو پوست
فکر مغز جاں ہی تیرا ذکر پوست
فکر کن در اختیار زندگی
اختیار زندگی کی فکر کر
خود بخود ہستی ہمہ پامال خود
آپ ہی کیوں ہو کے گا زیر و زبر
پائمالی میکند کوبِ جنوں
یوں جو تو پامال وحشت ہو گیا
در جوار رحمتش شامل کند
ہو نہ ہے سایۂ فضل خدا
نے جنوں ماند نہ رنج زحمتی
تجھ سے رنج و غم رہیں پھر دور تر
پس جزا از تن نعمتی رو نافتی
نعمت وصلت ہی یہ سب سے عجیب
درد دل واللہ شاید مرد را
ہی یہ بہر لذت نہائے مرد

مردمی بے درد دل ناید بکار — درد آمد مردمی را پایدار

مردمی بے درد ہے کس کام کی — درد سے ہی مردمی آرام کی

رنگ نیرنگئ دنیا پر بدن
و خیال رنگینی بقا ورزیدن

رنگ نیرنگی چو رنگ پا پرید — رنگ صورت رنگ بیرنگی گزید

جب بقا سے رنگ نیرنگی اڑا — ایک معنی ایک مضموں بن گیا

گر تو رنگ پختہ را در ساختی — دیدہ کے ایں را برون انداختی

رنگ پختہ تو اگر کرتا قبول — کب کسی کی آنکھ سے ہوتا عدول

رنگ عشق از جملہ رنگینی فزوں — ایں ز خود ہر رنگ را سازد برون

عشق کی رنگت ہے سب رنگوں سے تیز — اس کے آگے سب کو ہے فکر گریز

رنگ نیرنگ زمانہ یاد کن — ہوش دار و ضبط ہر فریاد کن

خام اس دنیا کا ہے رنگ ثبات — کب ہے اس رنگ میں فکر ممات

رنگ عزت گر بر اندازد روے تو — طاق کعبہ گرد و ہر ابروے تو

ہاں اگر عزت کو کچھ دے دل میں جا — تیری ابرو طاق کعبہ ہوں بجا

رنگ آں بہتر کہ ماند بر قرار — رنگ آں بہتر کہ ماند پایدار

رنگ وہ اچھا کہ جو قائم رہے — رنگ وہ اچھا کہ جو دائم رہے

چوں بہ بیند رنگ روئے ناز را
گر نہیں رنگت کا کچھ تجکو خیال
حیف ہم رنگ نگہباں گشتئی
رنگ تجھ میں ہی بھرا ابلیس کا
گر نگہبانی رنگت میکنی
گر تو شیخ کا نگہباں ہو گیا
رنگ الفت گر بذیری بہتر است
رنگ الفت تو کرے گر اختیار
رنگ عشق خویش را پاینده دار
اپنے رنگ عشق کو مضبوط رکھ
گر بہی تخت سلیماں داشتی
گر ہوئی تخت سلیماں کی بھی چاہ
دولت دنیا اگر داری بسر
دولت دنیا ہوئی حاصل اگر
ہر چہ بجز الست اورا جان مخواه
جز خدا ہی اس سے کیا رغبت ضرور
جز خدا ہر شئے بود بیجان بود
جز خدا جو چیز ہے بیجان ہے
آں خدا وادی کہ وہ عرش برین
وہ خدا ہی جو کہ عرش پاک سے

کے شناسد رنگ رنگ ساز را
رنگسازی کا سمجھنا ہے محال
مرکز رنگ رقیباں گشتئی
ہی طریقہ مردم تلبیس کا
پائداری محبت میکنی
رازدار عشق جاناں ہو گیا
از ہمہ رنگ زمانہ خوش تر است
ہی یہ سب رنگ جہاں سے پائدار
قلب افسرده زعشقش زنده دار
رشتہ الفت سے دل مربوط رکھ
جان خود را سوی بیجان داشتی
اپنی ہستی کو کیا خوار و تباہ
حب او ہرگز مکن او جیفہ ست
اس کی الفت میں نہ بن مانند خر
بہر درد خویشتن درماں مخواه
ہو معالج کب علاج نا صبور
کے برائے زینت ساماں بود
کب وہ بہر زینت ساماں ہی
جلوہ فرماید بہ پیش ہر مکیں
انسیت رکھتا ہی مشت خاک سے

روز می آید بہ پیشِ اولیا ، کہ قلوب المومنین عرشِ خدا
ہے دلِ مومن میں اُس کا پرتوا ، کہ قلوب المومنین عرشِ خدا
فکرِ راہی گر کنی مردانگیست ، اندریں راہے لبی فرزانگیست
ہے دلیری گر ہو منزل کی تلاش ، فکرِ عقبیٰ ہی بہ از فکرِ معاش
آں چنیں راہے برو اے مردِ دیں ، کہ ترا باشد عزیز و دلنشیں
راہ ایسی چل ہے اے مردِ خدا ، ہو جو تیری دلنشین و رہنما
تو منہ پا پی رضائے دوستی ، ایں ہمی نہ بہد برائے دوستی
بے رضائے حق نہ رکھنا یک قدم ، یہ تجھے اچھا نہیں ہے بیش و کم
خوش بود گر دوستی از حالِ تو ، صلح کل گردد ہمہ اعمالِ تو
تجھ سے راضی ہو اگر وہ بے محل ، نیکیاں بن جائیں سب تیرے عمل
حسنِ اعمالِ تو مر زیبد ثنا ، از طفیلِ آں بر آید مدعا
نیکیاں زیبا ہیں تجکو اے فتا ، نیکیوں سے تیرا نکلے مدعا
مصطفےٰ راضی شود از کامِ تو ، روز افزوں گردد ایں اکرامِ تو
تجھ سے خوش پیغمبرِ یکتا ہو ، عزت و آرام بہرِ شاہ ہوں
سر نہی گر زیرِ فرمانِ خدا ، طرفہ باشد لطف و احسانِ خدا
تابعِ حکمِ خدا گر تو رہے ، لطف اور احسان ہوں تیرے لیے
بے تکلف سر نہادن زیرِ تیغ ، بہرِ جاناں نمی دارم دریغ
بے تکلف سر کو رکھنا زیرِ تیغ ، میں نہیں رکھتا ہوں مطلق ہی دریغ
اذنِ کشتن گر دہد فرمانِ اوست ، گر رہا سازد دلم قربانِ اوست
ہو اشارہ قتل کا تیار ہوں ، مخلصی کر دے نثارِ یار ہوں

چه بود این بندهٔ بیچاره را … بخیه سازد هر لباسِ پاره را
کیا ہی طاقت ہے کسی بیچارہ کو … جو سیئے اپنے لباسِ پارہ کو
این نه جیب و نه کمه دستی بود … بلکه لیس دامنِ هستی بود
کیا یہ کوئی جیب اور دامان ہی … ہستئِ عیبی کا سب سامان ہی
پس بگو این پارهٔ لیس تنی … بخیه کردن کی تواند سوزنی
پس سمجھ یہ سب لباس جسم و جاں … قابلِ تدبیرِ بخیه ہے کہاں
پردهٔ نیکاں دریدن کی نسبت … که خطائے آں گرفتن خود خطاست
بد سمجھنا نیک کو ہے ننگ و عار … ہی خطا ان کی صواب بیشمار
طعنهٔ نیکاں دلیل دشمنی است … طعنهٔ آں موجبِ کبر و منی است
طعنۂ نیکاں ہی رنج بے قیاس … ان پہ طعنہ ہی بعیدِ ہر سپاس
گفت بهر ما چه خوش شیخ الولی … این لنجب در لباسِ معنوی
کیا ہی مولانا نے فرمایا بجا … اس نصیحت کو بطرزِ دلربا
گر خدا خواهد که پرده کس درد … میلش اندر طعنهٔ نیکانِ برد
گر خدا چاہے کہ ہو پردہ ہی چاک … وہ کرے پھر طعنۂ مردانِ پاک
گر فروغ روئے جاناں جلوه ساخت … دیدهٔ حیران سوئے خود گماشت
روئے جاناں کی تجلّی ہو اگر … دیدهٔ حیراں ہو خود زیبِ نظر
پس چرا این دیده بستی از جمال … تو نمی داری تمنائے وصال
کیوں نہ دیکھا عینِ حسنِ جمال … کیا نہیں رکھتا ہی امیدِ وصال
تو ندیدی مثنوی معنوی … چه دلیلی هست بهر ما قوی
کیا نہ دیکھی مثنوی مولوی … ہمکو حجت ہی نہایت ہی قوی

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب
پوچھتا کیا ہے دلیلِ آفتاب
تو چہ داری این دلِ ناخوش شناس
دل ترا کیسا ہے اے ناحق شناس
شکر کردن شکر گفتن بہ بود
شکر کرنا حمد کہنا خوب ہے
ورنہ ناسفتہ چہ یابد جوہری
جوہری گر دُرِ ناسفتہ کو لے
گوہرِ سفتہ ہمی آید بکار
گو ہر سفتہ ہے سب کے کام کا
شکر کردن گوہرِ جاں سفتن است
شکر کرنا جان و دل کے آئے کام
گر ز دنیا الفتِ بیجا کنی
ہو اگر دنیا سے حبِ دائمی
دل منہ بر داد پیرِ زال را
دل نہ دے ہرگز زنِ مکار کو
گر تو سازی ترک کم کن الفتے
گر نہ چھوٹی کم محبت چاہیے
ہست دنیا جیفۂ مردار وار
ہے یہ دنیا سخت مردار و خراب

چوں دلیلش آمد از روے رو متاب
روے عالم تاب ہی خود اس کی تاب
کہ نیارد بر زباں حرفِ سپاس
لب پہ آتا ہی نہیں حرفِ سپاس
دُرِ مروارید سفتن بہ بود
شکلِ مروارید کے مرغوب ہے
سفتہ گرداند ز حکاکِ زری
وہ پرو کر کام کے لائق کرے
کہ بتاجِ فرقِ شہ گردد قرار
تاجِ سلطانی میں پا جاتا ہے جا
ہر تو ہر شکرِ نعمت گفتن است
شکر ہی سے ہو ترا ہر جا پہ نام
عز و شانِ خویش را رسوا کنی
نے گماں ہو تیری عزت میں کمی
ترک کن این جستۂ احوال را
ترک کر اس قحبۂ بدکار کو
تا نہ بینی در فراقش کلفتے
اسکی وصلت میں بھی نفرت چاہیے
طالبِ دنیا بود مردار خوار
طالبِ دنیا ہے پابندِ کلاب

گفت مولانا برمزِ دلفریب
کیا ہی مولانا کا ہے طرزِ بیاں
اہلِ دنیا کافرانِ مطلق اند
کافرِ مطلق ہیں سب اہلِ جہاں
اہلِ دنیا چہ کہین و چہ مہیں
اہلِ دنیا جتنے ہیں چھوٹے بڑے
چیست دنیا از خدا غافل بُدن
غفلتِ مولا ہی دنیا ہی کا نام
من نگویم بہرِ تو اے بے نشاں
تجھ سے کب کہتا ہوں میں اے بے نشاں
جملہ ساماں ہا بہ نزدِ خویش دار
جملہ رکھ سامانِ دنیا اے عزیز
عاجزی و ذلت و افتادگی
بہرِ دنیا ذلت و عجز و نیاز
ہر کہ بربادست در عہدِ شباب
گر جوانی ہی میں تو ابتر ہوا
وائے بر ما عہدِ پیری دیدگی
ہائے دورِ عہدِ پیری آگیا
زور و طاقت رفت طاقت طاق شد
بے دلیری اور بے آزادگی

در کلامِ خویش بہرِ فکرِ زیب
مثنوی میں بہرِ پندِ طالباں
روز و شب در رزق و رونق بو اند
یا وہ گوئی سے انہیں مہلت کہاں
لعنۃ اللہ علیہم اجمعین
رانده ہیں قہرِ لعنت میں پڑے
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
اور یہ فرزند و ساماں و غلام
کہ وہی برباد ساماں و مکاں
کہ رکھ پاس اپنے ساماں و مکاں
ہاں خیالِ خفتن و پیش دار
ہاں مگر رکھ اس کے رکھنے کا تمیز
بہرِ ہر داں موجبِ بربادگی
ہی خرابی کا سبب اے حیلہ ساز
کار او در عہدِ پیری شد خراب
کام قابو سے ترے باہر ہوا
از توان و تاب سر پیچیدگی
تاب و طاقت ہوگئی تجھ سے جدا
در ضعیفی شہرۂ آفاق شد
وقتِ عہدِ ضعف پیری ہوگئی

انچه کردی در جوانی کردئ — رائگاں این زندگانی کردئ
کرلیا جو کچھ جوانی میں کیا — ظلم تو نے زندگانی میں کیا
زندگی چوں گوہر نایاب بود — بلکہ از گوہر فزوں تر آب بود
زندگی تھی تیری دُرِّ بے بہا — بلکہ تھی اس سے بھی افزوں تر ضیا
گوہر خود ریزہ ریزہ ساختی — از جواہر خانہ دور انداختی
تو نے موتی ریزہ ریزہ کر دیا — کر لیا اس کو خزانے سے جدا
قدر گوہر مرد جوہر داں کند — قدر مروارید کے پنہاں کند
قدر گوہر جانتا ہے جوہری — اس کے رتبہ میں نہیں رکھتا کمی
گوہر غلطاں بہ چہ بے داشتی — بلکہ تو از قدر ہا پنداشتی
گوہر غلطاں کو پوشیدہ کیا — تو نے اس کا مرتبہ کم کر دیا
در ضعیفی عمر ماندہ شد تلف — تو نباری گوہر رخشاں بکف
اس ضعیفی میں ہی اے مردِ خدا — تو نے موتی عمر ہی کا کھو دیا
حبذا این گوہر رخشانِ ما — حبذا این جوہر تابانِ ما
خوب ہے یہ گوہر رخشاں مرا — خوب ہے یہ جوہر تاباں مرا
اے خدائے کارسازِ کارِ ما — منکشف گرداں ہمہ اسرارِ ما
اے خدا تو ہے کریم کارساز — کھول مجھ پر اپنا سب راز و نیاز
لطفِ روحم چو پیر وازی کند — باز الطاف تو دمسازی کند
روح میری جبکہ ہو رحلت گزیں — ہو ترے انعام و رحمت کے قریں
جا دہی بر شہپر بازوی خویش — من فضل تو نسیم از سینہ ریش
شہپر بازوی رحمت پر بٹھا — اپنے ہی سایہ میں رکھنا اے خدا

جملہ عصیان و خطاہائے مرا
محو کر دے میرا عصیانِ قدم
بے خطا مانند زخمِ سینہ
میرا جرم سخت اور میری خطا
بے حجابے بے نقابے بے شفق
بے حجاب اور بے نقاب بے پناہ
بہتر و افضل بود در خلد ہم
کچھ نہ باقی ہو رہے باقی ہوس

لطف سازی از رہ لطف و عطا
تیری رحمت اور ترا لطف و کرم
بے غم بے شکوہ دیرینہ
رنج و غم بے شکوہ لا انتہا
بے صحابے بے ردائے بے قلق
خوبئ زیبندہ نور نگاہ
نعمتِ دیدارِ حق بہرِ اُمم
نعمتِ دیدارِ حق بہرِ سبق

اقطارِ اسطار از ابرِ نصیحت چکیدن
و بر دامنِ طلبِ عزت رسیدن

ربط داری از بتانِ سنگدل
ان بتوں سے ربط کیوں رکھتا ہے تو
دوست داری بت پرستاں را بجاں
بت پرستوں سے محبت ہے تجھے
دوستئ بت چہ کار آید ترا
دوستی بت کی نہ کچھ کام آئے گی

شد ز کفرِ بے محابا متصل
تجھ میں کیوں ہے منکروں کا رنگ و بو
کعبہ را بگذاشتی بہرِ بتاں
کعبۂ دل ہی سے نفرت ہے تجھے
ایں خیالِ بت نمی شاید ترا
بلکہ راہِ کجروی دکھلائے گی

باز دارد دوستیٔ بت زحق
دوستی بت کی کرے حق سے جدا
گر زحق ناحق شوی ناحق روی
ہو کے حق ناحق کرے ناحق ہو تو
راہ حق رفتن بسے نیکوتر است
راہ حق کی ہی نہایت خوب تر
گر تو راہِ راستی پیشہ کنی
راستی تو نے اگر کی اختیار
صدق باشد چارۂ دردِ جگر
سچ ہی بیشک ہے دوائے دردِ دل
صدق گرداند ترا اصدق المقال
سچ کرے سچوں کا تجھکو پیشوا
در حدیث الصدق ینجی برملا
یوں ہے مضمونِ حدیثِ مصطفےٰ
جملہ طاعاتِ خداوندِ جہاں
بندگی حق کی بلا ریب و گماں
صادقاں را در حریم او بدل
صادقوں کے واسطے پیشِ خدا
منزل او را مقام و جائے نے
منزلِ حق کی نہ جا ہے نے مقام

صورت ناخواندگاں خواندی ورق
آشنا کو بھی کرے نا آشنا
گر بسوے حق روی باحق روی
ہو طلب حق کی تو پھر باحق ہو تو
از ہمہ کارِ زمانہ در سر است
اہل حق کے واسطے مرغوب تر
کے ترا بیم حشر اندیشہ کی
پھر نہیں اندیشۂ روزِ شمار
کذب باشد رخنہ انداز نظر
جھوٹ ہی رخنہ گری کے متصل
کذب گرداند ترا اکذب الخیال
جھوٹ ہی جھوٹوں کا ہو بس مقتدا
ہر کار سا کذب مہلک شد بحا
کذب بارے سچ جلاے یہ ملا
زیر کذب کا ذباں گردد نہاں
جھوٹ سے جھوٹوں کے کم ہو اور نہاں
حسن اشغالِ نکوئی متصل
نیکیوں میں آئے ہر ڈھب کا مزا
ہر او ماوائے نے ملجائے نے
بے نشاں ہی اور نہ کچھ ظاہر کا نام

رہروان منزل عالی مقام
رہروان منزل عالی مقام
بے پریشاں منت ہمسایہ
ان پہ احسان زمانہ ہی نہیں
سایہ پرور عصمت ہوا ہے ملا
بے گماں پروردۂ غم کے لیے
اے بدور منزل دور از خلل
دور منزل ہی میں بے نقصان و عیب
بہر فتن ہر کہ شد چالاک و چست
ایسی منزل پہ ہوا جو کوئی چست
بے گمان زحمت و فرسودگی
راہ چلنے کا نہ کچھ ان کو خیال
ہر کہ از راہ ہدا بیراہ شد
جو کوئی اس راہ سے بے رہ ہوا
گمرہی و ہر ہی ساز دخراب
ایسی گمراہی کرے خوار و ذلیل
چونکہ نفی حجت اثبات شد
چونکہ نفی حجت اثبات ہے
رہروان ہر دو احکام ہوا
جاننے والے ہر اک احکام کے

بے سکوں وارند و بے جا قیام
کم ب مقام اور نام سے رکھتے ہیں کام
بے پریشاں فرقت ہمسایہ
منت خویش و بیگانہ ہی نہیں
ظل گستر سایۂ لطف خدا
لطف لطف حق نے کیا کیا کر دیے
بے سر و سامان الست سامان ازل
بے سر و ساماں ہی نہ اسامان غیب
ساز و ساماں بہر او گم دد درست
ہوگیا سامان عقبیٰ سب درست
بے خیال راحت و آسودگی
اور نہ کچھ بہکنے سے ہی رنج و ملال
ہیچ ہاماں گبر شد گمراہ شد
مثل ہاماں کے وہی گمرہ ہوا
دوری امر و نہی ساز دخراب
دوری امر و نہی ہو مستحیل
امر و نہیش صورت بکذات شد
امر و نہی ان کے لیے بکذات ہر
رہنما بود نہ بہر رہنما
رہنما ہیں ہو جانے کے واسطے

هر که خواهد رهنمای خویش را
رہنما جس نے بنایا اپنا یار
بیخبر دے بر سر منزل رسد
بیخبر کا کام اس منزل پہ کیا
هر که فرمان خدا اما بر گزید
جس نے کی حکم خدا کی پیروی
پای خود در حد امکانی بدار
حد امکاں میں قدم رکھ استوار
دیدہ بینا اگر بے نور شد
ہو کے بینا جو کوئی اندھا ہوا
کور کے بیند تجلی جمال
چشم نابینا کو کیا جلوے سے کام
دوست گرداری عدوی خویش را
جس نے دشمن کو بنایا اپنا یار
دشمن دین ہیں خونخوار تست
دشمن دیں ہے ترا وہ مدعی
دوستی سفلہ کے آید بکام
دوستی سفلہ کی کیا آتی ہے کام
تو نمی داند که یار کینہ دوز
تو سمجھتا ہی نہیں یہ یار بد

پارسا ند عقل دور اندیش را
عقل ہی سے اس نے رکھا کاروبار
گر بقرب او رسد بیدل رسد
شاذ و نادر ہی کوئی پہنچے گدا
او براوج منزل اقصی رسید
منزل اقصے پہ وہ پہنچے کبھی
تا براوج واجب آمد برقرار
تا ہو تیرا اوج واجب میں قرار
بے سر و بیتاب و بے دستور شد
آپ ہی چاہ ضلالت میں گرا
کے پرد او سبحاج ہم خیال
کب اڑے بازوئے افعی پہ تمام
کور ساز عقل دور اندیش را
عقل سے اس نے نہ رکھا کچھ بھی کار
او براہی حق رسی کے یار تست
حق رسی پر اس کو کیا سعی قوی
او نخواہد بہر تو قرب مدام
چاہتا ہے کب ترا قرب مدام
می نماید می نماید درد و سوز
دوستی کی ظاہر کرتا ہے کہ

او بسی ابلہ فریبی می کند
ہے اُسی ابلہ فریبی ہی سے کام
دوستی پیدا کن از مردانِ راہ
دوستی مردانِ حق سے کر ضرور
دوستی کن دوستی کن بہرِ جاہ
دوستی کر مرتبہ کے واسطے
دشمنی گر میکنی اے کور بیں
دشمنی تو نے اگر کی اختیار
چوں فتادی دور تر از جادۂ
راہ سے گر پڑ گیا دور و دراز
گر نکو شد صورتِ اقوالِ تو
ہو گیا گر نیک تیرا حالِ بد
بہرِ تمثیلِ خیالِ اہلِ دل
ہیں مثالاً اہلِ دل کا ماجرا
یک روایت یاد دارم بیگماں
یک روایت یاد آئی بے گماں
بود رسمِ لشکرِ دین متیں
ہے یہ رسمِ لشکرِ دینِ متیں
سنگ گرفتی از مکین ہر مکاں
ہر مکاں سے چُنکے لیتے یک جواں

در عبادت رنگ و زیبی می کند
اس تملق ہی میں کر جاتا ہے نام
تا نباشی ابتر و خوار و تباہ
تا نہ آئے تیرے ایماں میں فتور
ربط و ضبطِ خویش داری در نگاہ
تاکہ تیرا مرتبہ قائم رہے
دور افتادی ز راہِ بہتریں
راہ سے بے رہ ہوا پایانِ کار
می نمائی عاجز و افتادۂ
خوار ہو جائے گا تو اے حیلہ ساز
بے تصنع شد ہمہ اعمالِ تو
نیکیاں بن جائے گا اعمالِ بد
یک روایت می نویسم متصل
سامنے تیرے سناؤں برملا
از عروجِ سرورِ کون و مکاں
عہدِ پیغمبر کی با صد زیب و شاں
گر بر فتی بہرِ قتلِ مشرکیں
جبکہ جاتا بہرِ جنگِ مشرکیں
یک جوانِ تیز دست و پہلواں
عاقل و چالاک و چست پہلواں

یکه و تنها اگر بودے کسے
یکه و تنہا اگر ہوتا کوئی
شاہ بہر حفظ بنیاں خانہ
سلسلہ ہر حال میں اخوت کا ہے
بوسعید عبد را خویش بود
ساتھ اپنے عبد رحمٰں کو لیا
پس برفت آں سرور دنیا و دیں
پس گئے وہ سرور دنیا و دیں
ثعلبہ ایں پاسبانی را گرفت
ثعلبہ نے اس کو مانا برملا
بے حجابانہ زن او را بدید
اس کی زوجہ کو جو دیکھا بے حجاب
گفت با او اے زن صاحب جمال
اس کی عورت سے کہا اے مہ لقا
ما چنیں خواہم کہ در عقدم بیا
چاہتا ہوں عقد تو مجھ سے کرے
چوں شنید ایں گفتگوئے نیکخو
جب سنی یہ گفتگوئے نیک خو
گفت عبد حضرت سلطان دیں
یوں کہا عبد شہنشاہ زماں

او بماندے بہر بیت شاہ دیں
وہ بچاتا لشکر دیں ہیں کبھی
چوں یگانہ ساختے بیگانہ
اسکو رکھتے پاسبانی کے لیے
ثعلبہ را خانہ آں را سپرد
ثعلبہ کو پاسباں گھر کا کیا
بہر تخریب گروہ مشرکیں
بحر تخریب گروہ مشرکیں
بہر حفظ خانۂ رحماں برفت
خانۂ رحمان کی جانب چلا
مرغ عقل پاسبان تو برید
ثعلبہ کی ہو گئی حالت خراب
گر سعید تو بود مقتول حال
ہو شہید حال گر شوہر ترا
تا برآید از وصالت مدعا
وصل تیرا تا کہ مجھکو لطف دے
اشک حسرت ریخت مثل آبجو
یہ اٹھے اشک اس کے مثل آبجو
اے فراموش کردہ ہی بہر مکیں
کر دیا تو نے فراموش بے گماں

تو نہ بیداری کہ در روزِ جزا — حاضر آئی در حریمِ کبریا
کیا نہیں محشر کا کچھ معلوم حال — جائے جب تو پیشِ ربِ ذو الجلال
نیتِ بد را نہ پرسد لاکلام — تو چہ عذر آری بہ پیشِ رب تمام
نیتِ بد کو اگر پہنچے خدا — تو کرےگا عذر کیا اے بے حیا
تو نمی دانی کہ آں خیر الورا — ایں نظر ہا سہم ابلیس آمدہ
ہی یہ قولِ حضرتِ خیر البشر — تیر شیطانوں کا ہے فعلِ نظر
از نظر اعمال ہا گردد خراب — از نظر اقوال ہا گردد خراب
بد نگاہی سے ہوں سب اعمال بد — بد نگاہی سے ہو قولِ خوب رد
واقفی چشم و لب و سوراخ گوش — در عمل داری مگر دو پردہ پوش
چشم و لب کو تو اگر رکھے نگاہ — ہو نہ شیطانِ مجسم سدِ راہ
مثنوی را بر ائے ایں دلیل — گفت بہر سامعانِ قال و قیل
مولوی نے حجت و برہان سے — یوں کہا ہی سننے والوں کے لیے
لب بہ بند و چشم بند و گوش بند — گر نہ بینی سرِ حق بر ما بخند
تو زبان و چشم و گوش ظاہری — رکھ تحفظ ہیں کہ سب ہوں منجلی
حرفِ تلخ زن چو زیبِ گوش شد — ثعلبہ از بیمِ حق بیہوش شد
اُس نے جب یہ حرفِ تلخ زن سُنا — ثعلبہ بیہوش ہو کر گر پڑا
چوں بہ ہوش آمد سوئے صحرا رفت — زیرِ ظلِ نخل جائے خود گرفت
ہوش جب آیا تو لی جنگل کی راہ — اور بنایا نخلِ صحرا کو پناہ
نعرہ فریاد و زاری بر کشید — جامۂ صبر و شکیبائی درید
اُس نے رونے سے نہ دم بھر دم لیا — سب لباسِ صبر کو ٹکڑے کیا
بعد فتحِ جنگِ قومِ مشرکیں — واپس آمد لشکرِ سلطانِ دیں
جب ہوئی مغرورِ قومِ مشرکیں — واپس آیا لشکرِ سلطانِ دیں

بہرِ تعظیمِ گروہِ باصفا
فوجِ حق کے واسطے باصد ادب
از مدینہ شاد و فرحاں آمدند
پیشوائی کے لیے باہر گئے
آں سعیدِ عبدرحماں سر نتافت
عبد رحماں نے بھی واں ہر چار سو
بازآمد اندرونِ خانہ
جب وہ آیا اپنے گھر میں باصفا
پس بروں خانہ آمد بیقرار
عبد رحماں مضطرب اور بیقرار
چوں بیامد دید در یک گوشہ
آیا دیکھا ایک گوشہ میں کھڑا
گہہ پریشاں گہہ پشیماں میشدی
وہ کبھی ہوتا تھا زار و منفعل
آفریں بر گریۂ اربابِ حال
آفریں رونے پہ اہلِ دل کے ہے
بر صغیرہ عقلِ خود را سوختن
گر صغیرہ کا رکھے دل میں خیال
چوں سعید ایں حال بیتابانہ دید
ثعلبہ کا حال جب آیا نظر
بعد تبلیغِ سلامِ اہلِ دین
پہلے رسمِ سنتِ خیر الوریٰ

جملہ می آیند خویش و اقربا
اپنے اپنے گھر سے جاتے تھے وہ سب
با عزیز و اقربا ملحق شدند
اپنے اپنوں سے وہیں جا کر ملے
ثعلبہ را جستجو کرد و نیافت
ثعلبہ کی کی نہایت جستجو
از زبانِ زن شنید افسانہ
اپنی ہی عورت سے سب قصہ سنا
رفت در صحرا پئے تفتیش زار
آیا گھر سے جانبِ صحرا وہ زار
آں اخی خویش را بے توشہ
ثعلبہ کو مائلِ آہ و بکا
گاہ بیخود گاہ حیراں میشدی
بیقراری سے کبھی تھا متصل
آفریں بر گریۂ اہلِ کمال
آفریں رونے پہ ہر کامل کے ہے
مایۂ رحمت بود اندوختن
ہو قرینِ فضلِ ربِّ ذوالجلال
بیخودانہ پیشِ آں مرد دوید
سامنے اس کے گیا با چشمِ تر
گفت چوں گشتی چنیں اندوہگیں
کی ادا بعد اس کے پوچھا ماجرا

از تو بد لفظ تعظیم ہدا ۔۔۔ عقل و ہوش ثعلبہ آمد بجا
ثعلبہ نے جب سلام اس کا سنا ۔۔۔ عقل رفتہ اپنی پھر آئی بجا
دید رحمان اخی را ہمقرین ۔۔۔ مائل رنجی نہ پیدا شد یقین
دیکھا رحمان کو کہ ہے آشفتہ حال ۔۔۔ رنج ظاہر کا نہیں رکھتا خیال
ثعلبہ گفت اے اخی با صفا ۔۔۔ حیف بر کردارِ ناگفتارِ ما
ثعلبہ نے یوں کہا اے نیک پے ۔۔۔ ہے مرے ہر اک کام پر افسوس ہے
عفو فرما عفو فرما جرم ما ۔۔۔ زانکہ ہستی معدنِ لطف و عطا
عفو فرما میرا سب جرم و خطا ۔۔۔ کیونکہ ہے تو معدنِ لطف و عطا
بو سعید اور اسے تسکین کرد ۔۔۔ پس بطرز پند این تلقین کرد
مختصر پھر دے کے تسکینِ دلی ۔۔۔ یوں کہا اس سے کہ سن میرے اخی
کہ بیا ہمراہ ما اے مرد دیں ۔۔۔ پیش صدیق امام المتقین
آمرے ہمراہ اے فرخ مآب ۔۔۔ رو بروئے صدیق اکبر کے شتاب
مختصر رفتند ہر دو زود زود ۔۔۔ نزد صدیق معظم ہر دو بود
مختصر دونوں ہوئے واں سے رواں ۔۔۔ آئے صدیق معظم کے یہاں
چوں شنید این ماجرا بیخود نماند ۔۔۔ ثعلبہ را از درِ عذر باز راند
حضرت صدیق نے جب یہ سنا ۔۔۔ ثعلبہ کو گھر سے باہر کر دیا
پس بروں رفتند با امید و بیم ۔۔۔ شد ز غیظِ او دلِ ہر کس دو نیم
جلد دونوں واں سے باہر اٹھ گئے ۔۔۔ دیکھنے والے تحیر میں رہے
ہر دو ہمی رفتند از جرم خفی ۔۔۔ از درِ فاروق و عثمان و علی
ثعلبہ کا سن کے جرم آشکار ۔۔۔ سب ہوئے بیزار و برہم ایک بار
در حضورِ مصطفی آمد سعید ۔۔۔ بیخود و بیتاب از غیظ مزید
عبد رحمان آیا پیشِ مصطفی ۔۔۔ غصۂ اصحاب سے بیچین تھا

چوں شنید آں رحمتہ للعالمیں
جب سنا حضرت نے وہ حال خفی
بے ادب تنہا نکردی خویش بد
بے ادب یہ تو نے خود ہی بد کیا
اے بروں شو از مقام و جائے ما
اس مقام و جا سے باہر ہو شتاب
از مدینہ قلب بریاں آمدہ
شہر سے باہر ہوا روتا ہوا
برد در یک گوشۂ صحرا پناہ
گوشۂ صحرا میں لی اُس نے پناہ
با خدا گفت اے خدائے ما توئی
یوں کہا اللہ سے میرے خدا
بندہ خود را ز غم آزاد کن
دے مجھے تو قیدِ غم سے مخلصی
ثعلبہ چوں کرد آہ و زاریٔ
ثعلبہ نے جبکہ کی آہ و بکا
بحرِ بخشائش بجوش آمد شتاب
جوش جب دریائے رحمت کو ہوا
از تسلی گفت اے سلطانِ دیں
یوں تسلی سے کہا اے شاہِ دیں
فعل او کے قابلِ نفریں بود
جرم کب یہ لائقِ نفریں ہے

گفت اے برگشتۂ دینِ متین
ثعلبہ سے یوں کہا اے بدعمی
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
بلکہ آپ میں و پاس کو جلا
ترک کن این شہر و این اقصائے ما
ترک کر یہ شہر او خانہ خراب
از مدینہ چشم گریاں آمدہ
آنسوؤں سے اپنا منہ دھوتا ہوا
ثعلبہ با حسرت و افسوس و آہ
دل میں تھا افسوس لب پہ درد و آہ
عفو فرما جرم ما بہر نبی
جرم میرا بخش بہر مصطفٰے
شاد کن از لطف بجد شاد کن
عفو فرما میرا یہ جرم قوی
ناگہاں فیض اوشدہ غمخواریٔ
اُس کی غمخواری نے ساتھ اُس کا دیا
وحی آمد در جناب مستطاب
وحی حق آئی بسوئے مصطفٰے
امتِ گر مرتکب آید چنیں
تیری امت سے ہو گر ایسا گناہ
بلکہ عذرش لائقِ تحسیں بود
عذر اُس کا قابلِ تحسیں ہے

جرم او جرمی نباشد نزد ما
جرم ایسا کب ہے جرم بے پناہ
ور گنہ سرزد اگر جرم عظیم
چشم پوشی کر جو ہو جرم عظیم
از تو عفو جرم او بود ی شتاب
مغفرت سے با بنی تجکو ہے کام
مصطفی از وحی حق آگاہ شد
آپ پر جب وحی حق نازل ہوئی
نزد خود طلبید سلمان و علی
آئے جب خدمت میں سلمان و علی
کہ بسوئے گوشہ صحرا روید
جاؤ تم صحرا میں بہر جستجو
او ہمی رفتند و اورا آوردند
وہ گئے اور لائے اس کو اس لیے
او بصلوات عشا مسعود بود
آپ مصروف عشا تھے برملا
از کلام اللہ میخواندے باہ
ہے کلام حق سے با ورد و فغاں
ثعلبہ بشنید و جان خود نداد
ثعلبہ تڑپا یہ کہکر خاک پر
بعد فرصت خاتم پیغمبراں
آپ جب فارغ ہوئے پڑھکر نماز

جرم آن باشد کہ دارد صد جفا
جرم وہ ہے جسمیں ہو ظاہر گناہ
جرم او بخشم کہ تا ہم ما رحیم
بخشدوں گا میں کہ ہوں رب کریم
جرم او واللہ اعلم بالصواب
مجھ پہ ظاہر جرم مجرم ہے تمام
لطف خود با لطف او ہمراہ شد
فرط شفقت اسکی پھر شامل ہوئی
گفت بہر ہر دو پابند جلی
یوں کہا دونوں سے پابند جلی
ثعلبہ را حجرہ خود آورید
ثعلبہ کو لاؤ میرے روبرو
کہ بہ پیش بادشاہی خود برند
کہ وہ اپنے سرور دیں سے ملے
در ادائے فرض حق مصروف بود
کر رہے تھے فرض کو حق کے ادا
سورۂ القارعہ ما القارعہ
سورۂ القارعہ ورد زباں
آفریں بر جان آں مغفور باد
آفریں ہو اس کی جان پاک پر
نزد او آمد بطور امتحاں
پاس اس کے آئے بہر امتیاز

گفت ایں مقبول شد مغفور شد　　　از خشوع باطنی مسرور شد
یوں کہا یہ ہو گیا مقبول رب　　　کیونکہ تھا پہلے ہی سے مقبول رب

در عرض چند از درج و پند واکردن
و بہ طالبان حق یعنی خازنان معرفت سپردن

سالک راہ طریقت گشتنی　　　مورد لطف و عنایت گشتنی
شرع کی گر پاسداری ہو تجھے　　　گو نہ گوں لطف باری ہو تجھے
بے تصنع رہرو راہ سلوک　　　طی کند وہم و گمان ہر شکوک
رہرو راہ شریعت برملا　　　طی کرے وہم و گمان ناروا
شک نگردد سد راہ معنوی　　　شک نہ گردد تابع سعی قوی
شک نہ ہو گر راہ باطن میں مخل　　　پس نہ ہو نفسانیت سے پا بگل
نور او از گوہر رخشاں فزوں　　　کہ ز کان معرفت آید بروں
گوہر رخشاں سے بھی افزوں ہے نور　　　اسکا کان معرفت سے ہے ظہور
در رخشندہ بروں آید ز یم　　　ایں بروں آید ز عرش محتشم
در رخشندہ کی ہے دریا میں جا　　　اور یہ عرش بریں کا مدعا
مژدہ اے نور دل پر نور ما　　　مژدہ اے قلب محیط طور ما
مژدہ تجکو نور پر نور ازل　　　ہے محیط قلب تو ہی بر محل
مرحبا اے جلوہ گاہ نور پاک　　　مرحبا اے زیب بخش تیرہ خاک
تجکو رحمت اے تجلی نور کی　　　زیب و زینت ہی تو کوہ طور کی
اے عزیز ذی شعور و ذی خرد　　　ترک فرما جملہ ذکر بے سند
اے عزیز ذی شعور خوش خصال　　　ترک کر سب اپنا ذکر قیل و قال
بے سند او راہی گویند بس　　　کہ براہ معرفت پیوند بس
ذکر حق سے جز زباں ملتی نہیں　　　اس کو راہ معرفت ملتی نہیں

این ہمہ جو بندگی و رہروی — سند ہے طالبانِ حق قوی
ذکر سے طالب ہو راہِ حق شناس — ذکر سے افزوں رہے ہے ہوش و حواس
طالبِ منزل بپاس راہِ دوست — بہر خود باشد مثالِ مغز و پوست
ہیں جو طالب رہروئے راہِ ہدا — اس طلب میں ان کو آتا ہے مزا

الامثال المقولات

خوبی دنیاست ظلِ زائل — سہل او ہر کس کہ دارد قابل
زیب دنیا سایہ دیوار ہے — اس کی خواہش جو کرے بیکار ہے
فہم خود را الشعاع العقل دال — کز او ظاہر بود رازِ نہاں
عقل میں خورشید کی ہے روشنی — صاف کھل جاتا ہے رازِ باطنی
آفت العلم النسیا منسیاً — سہو بہر علم باشد بیخ کن
بھولنے سے علم ہو جاتا ہے کم — بھولنا ہی اس کا ہے جور و ستم
ابکہ العلم النتیجہ فاصلہ — طالبی گر علم دارد کاملہ
بردباری کا ہے جب دل میں کمال — ہے وہی دل مخزنِ حسن و جمال
انما الانصاف تشکل راحتہ — زیب بہر بندگی طاعتہ
ہے یہی انصاف آرام تمام — زندگی کی اس سے راحت ہے مدام
فکر المرآۃ الصافی بود — فکر دین و فکر حق کافی بود
فکر ہے آئینہ زیبا نظر — فکر دیں ہے یک خزانہ سر بسر
عشق الدا مریض النارغہ — مرض باشد للقلوب فارغہ
عشق ہی ہے یک علاج دردِ دل — عشق ہی ہے مرض دل سے متصل
سامع للغیبۃ احد شناس — کم نیائند از گناہ ناسپاس
سننے والا بھی ہے غیبت کا برا — کم نہیں ہے اس کی غیبت سے سزا

من سعادۃ السعید جدک　　ای وفور مات دان عند حلک

نیک ہی میں ہے نکوئی برملا　　نیک خود بدیوں سے رہنا ہی جدا

اللسان جاہل مالک بود　　اللسان العاقل ذالک بود

جاہل اپنی بدزبانی کا ہے بار　　اور جو عاقل ہی نہیں اسمیں شمار

دان صدور المقبل الاحرارها　　الفتی سر سرها لا اسرارها

عاقلوں کے دلمیں ہیں محفوظ راز　　ان کا دل ہی پاکہ قبر یا نیاز

بہ بود زہر ہلاہل خوردنی　　کہ بہ پیش سفلہ حاجت بردنی

جیسے سفلوں سے اگر مطلوب ہو　　زہر کھا لینا ہی اس سے خوب ہو

از فریب دنیوی مجزون مشو　　بہر حُب مال خود مجنون مشو

ہو نہ وحشی زیب دنیا دیکھکر　　کیونکہ اس کے مال میں غم کا ہی ڈر

عزت و توقیر خود خواہی اگر　　بہر دین خویشتن بربندی کمر

تجکو گر منظور اپنی شرم ہو　　دین ہی کے واسطے سرگرم ہو

کثرۃ القلوب لسانا بالفصول　　ای فسادٌ للطباع و العقول

عورتوں کی جس نے خلوت کی پسند　　عقل میں اس کی ہوا پیدا گزند

ابکہ نعم الناصر القول جمیل　　للجواب عند الکلامات القلیل

قول اچھا ہی نہایت ہی رفیق　　ہی جواب مختصر اپنا شفیق

لا زوال للنعم عند الشکور　　لا بقاء للنعم عند القصور

شکر کرنے والے ہیں مشکور رب　　ہیں جو ناشکرے وہ ہیں مقہور رب

ثمرۃ العجلت ندا منہا شمم　　این ندامت مثل آفتہا شمم

کام میں جلدی سے ہو شرمندگی　　اس کی آفت سے نہو خورسندگی

ایکہ دار الظالم آوارہ
ظلم سے ظالم کو ہے آوارگی
ایکہ العقل وزیر ناصح
عقل ہی بیشک وزیر نیک ہے
ایکہ المال ضعیف راحل
مال دنیا ہے ضعیفوں کا سفر
اکمل الناس باجماع البشر
سب اسی پر کر رہے ہیں گفتگو
لیس لسلطان علم و الکمال
کب ہو شاہوں کو یہ علم ظاہری
رغبت السلطان عن النصفت بود
نفع ہی انصاف سے ان کو ضرور
بہر تو البخل مقسوم آمدہ
بخل میں واللہ ہے تاثیر سم
ان قد لاینبغی للفاضل
عالموں کو یہ نہیں ہرگز روا
این خلیفہ منتصر باللہ گفت
یہ خلیفہ نے بہت نادر کہا
اِنَّ ما قل ذوا لحق فی الکلام
بات جو حق ہو نہیں ہی اسمیں ڈر

شد خراب و ناقص و ناکارہ
ہی یہ عادت موجب بیچارگی
ویکہ الفہم مشیر ناصح
ہی سمجھ جسمیں وہی مقبول ہی
ویکہ الحاسد بخیث کاہل
اور حاسد ہی بخیث و سلے و شر
افضل الناس بخلق خوب تر
خلق ہی جسمیں وہی ہے نیک خو
در زمانہ موجب نقص و زوال
وقت غم کے موجب خورسندگی
رغبت الانسان عن الطاعت بود
جسطرح انسان کو طاعت میں سرور
الحسد بہر تو مغموم آمدہ
یہ حسد بھی تجکو کب ہی سم سے کم
ان تخاطب فی الکلام جاہل
جو مخاطب ہوں بقول ناسزا
دُر معنی در کلام خویش سفت
موتیوں کی سی چمک ہے برملا
گرچہ عالم منتفق باشد تمام
گرچہ دنیا منتفق ہو سر بسر

ان لا عزّة فی الباطل بدین
قول جو جھوٹا ہے بے بنیاد ہے
انّ یحیی الذکر فی الافعال ہا
ذکر بہتر ہے اگر اچھے ہیں کام
ایکہ من بسط ید پہ یا الکرم
جس نے روکا ہاتھ بخشش سے مدام
ایکہ فسّم بسم قلب یذبح
جس کا دل مردہ ہے اور مُنہ ہے کھلا
تا نگردد قلب تو در عشق رام
عشق کا دل میں نہیں گر تیرے رنگ
اجتہد فی العلم و فی العقل الکمال
تجکو علم دین میں ہے کوشش ضرور
ایکہ العقل لشیئ یا الخبیر
عقل ہی تیری ہے اک مرد بشیر
عقل گر حسن المواہب بنگر ہے
نیک شوری عقل سے تو لے اگر
جہل جاہل اقبح الظلمت بود
یہ جہالت ہے ہر اک شئے سے بُری
گر تو ماسب نفسک تسلم شوی
نفس جو غالب کرے برباد ہو

گرچہ تابد بر جبیں ماہِ مبیں
گو وہ خود ہی زینتِ اُستاد ہے
اجمیلِ قولُ فی الاقواہا
قول برتر ہے جو اچھا ہے کلام
اخرج عند الوجود بالعدم
وہ نہیں پھولے کا ہرگز نیکنام
در چہ کار آمد کلاہِ فخر اُو
ذکر اُس کا ہے بھلا کس کام کا
کے کلاہ و جبّہ اش آید بکام
یہ لباسِ فقر پھر کیا دیگا سنگ
تا شود در چرخ دین بدر المثال
تاکہ چمکے تیرے ہی عزت کا نور
کہ بہر کامے مرادے خود شُمر
تیرے ہر اک کام میں ہے دستگیر
ثمرہ از حسن اعمائے بری
اپنے ہی اعمال سے پائے ثمر
مُضمر بدبختی و کلفت بود
جسمیں ہے بدبختی و کلفت بھری
نفس را عاجز کنی اسلم کنی
تو اگر عاجز کرے دل شاد ہو

ایکه التوفیق شد نعم الرفیق
تو اگر توفیق داری شد لطیق

ہی ہدایت بھی رفیق بے بدل
اس ہدایت سے نہیں آتا خلل

ایکه الحق است سیف قاطع
و بکه الحق است درع تابع

امر حق ہی مثل شمشیر عجیب
امر حق ہی درع رخشان عجیب

عادت السادات سادات العمل
گر عمل داری نیفتی در خلل

اچھی عادت سے امام کار نیک
گر عمل بھی ہونگے سب اطوار نیک

صحبت الاشرار تورث وارشد
ایکه سوء الظن بالاخیار شد

صحبت بد منشر آزار ہے
ایسی ہی صحبت سے دل بیزار ہی

مجد الاحسان منت گر کسے
واجب آمد امتنان او بسے

جس نے احسان تجھپہ تھوڑا سا کیا
چاہیے اس کا سمجھنا بھی سوا

ای وجدک حاجتک فی الشئ تہا
تو فلا تطلب اخیک بر ملا

تیری شی بازار میں تجھکو ملے
اپنے بھائی سے بھی پھر اسکو نہ لے

من اطاع عقبہ فی العمر خویش
ای اضاع ادبه دارد بپیش

پیروی کی جس نے غصہ کی ذرا
اس نے کھویا سب ادب کا مرتبا

ایکه من قل صدقه صادق نشد
کذب گو در قول خود وامق نشد

راستی میں گر دکھائی کجروی
کام آنے کی نہیں تجھکو ذری

ای اذا لم یستحیی فاصنع ونی
باشکست ما ارئب فی المنی ا

جس نے ذکر حق کی یاں عادت نہ کی
وہ نہ سمجھے گا نہ دیکھے گا کبھی

ایکه من ودک لام خود شمرد
لعدہ لاریب سخ و نقض برد

دوست تیرا بن کے جو دشمن ہوا
وہ نہیں ہی لائق صحبت ذرا

ایکہ در نطق و لسان شد زجرا و
ہو زباں پر جس کے گفتار خراب
الیقین یزا العالم شد نعم السمیر
ہی فسانہ نیک پڑھنا علم کا
ایکہ ظن العاقل خیر بود
اچھے لوگوں کا گماں بھی نیک ہی
ایکہ للتقوا افضل دولۃ
اہلِ تقوا کے لیے ہی یہ دلیل
ایکہ عاد عن طاعۃ اہواک
خود ہی دشمن ہی وہ نفس دنی
لا تفن عمرک بعصیان و ریا
جرم و عصیاں میں نہ عمر اپنی گنوا
قال عمر العاص فی الاقوا لہا
عمر ابن العاص نے انہ راہ پند
ایکہ لا سلطان الا بالحشم
بادشاہی کب ہی بے فوج و سپاہ
لا درم الا بہ تعمیر مکاں
مال کیا جس سے نہ ہو تعمیر جا
لیس مسدود علی الفضل العظیم
یہ نہیں ہے بند اہلِ علم پہ

واجب آمد تہ اجتب آمد ہجراو
دور ہی رہنا ہی اُس سے بس صواب
کہ بعالم می دہد نفع کثیر
کیونکہ اسمیں سود ہی بے انتہا
حسنِ ظن داری اگر طیرا بود
دوست لیسے کا یہاں ہر ایک ہی
والمروتہا اجمل حلیۃ
کہ مروت اُن کی ہی ابن السبیل
واحذرو من بغض یا المولاک
ہی بری آقا سے رسمِ دشمنی
خذ تدارک من مالک ملک بقا
خذ نہ کر مالک سے تو اپنے ذرا
چند فقرات عدیل و بے بہا
چند فقرے کہدیے ہیں ہیں دل پسند
لا حشم الا بدینار و درم
فوج کب قابو میں ہو بے مال و جاہ
لامکاں الا بعدلِ عادلاں
جا نہیں جسمیں نہ نصفت ہو ذرا
ان فوق کل ذی علم علیم
علم ہر ایک چیز سے ہے خوب تر

قال لقمان الحکیم والطبیب
کہتے ہیں لقمان دانا اور طبیب
الشجاع عند حرب والجدال
جیسے لڑتے میں شجاعت ہو عیاں
والاخوک عند حاجات بہ ہیں
آزما بھائی کو حاجت پر ذرا
کذب داء للشفاء الدائمی
جھوٹ بیماری ہے صحت کے لیے
من تواضع وقر فی العمر ہا
کی تواضع جس نے عزت پا گیا
جاہلون یطلب المال الحرام
جاہلوں کو چاہیے مال حرام
علم لا یصلحک ضل عن عوا
علم سے کیا اہل بدعت کو فلاح
اے قلیل عن کثیر الغرض
ہے بہت اور ہو غرض جسمیں شمول
ان من عش المدارات الکرم
جو نہیں رکھتا ہی خلق احمدی
ہر ششن اثبات استقلال نے
واسطے چھ آدمیوں سے کبھی

الثلاثۃ الرجل فی یعرف قریب
معرفت کے ہیں یہ ہی تینوں قریب
والحلیم عند غیظ والمقال
اور غضب میں بردباری کے نشاں
تا بنا شد بے تجربہ بہرا ابن
آزمائش اس کی تا ہو برملا
ایکہ الصدق دواء قائمی
سچ ہی صحت ہی مضرت کے لیے
من تناظم حقر فی العمر ہا
کی مشیخت جس نے ذلت پا گیا
عاقلون یطلب الفضل المرام
اور عقلمندوں کو ہی عزت سے کام
مال لا ینفعک عن حرص الہوا
مال سے کیا حرص والوں کو صلاح
ویکہ البغض وقاراً والمرض
اس سے کم بہتر ہی بہر ذی عقول
اجتنبی الغر الوقار المغتنم
اس کو عزت سے نہیں راحت کبھی
عزت وتوقیر وقدر پالے
رنج وکلفت میں نہیں ہوتی کبھی

سبب الارتیاب لاظل الغمام
معصیت میں سایۂ رحمت نہیں
لا نعم عشق النساء الفنا
عورتوں کے عشق میں عزت کہاں
ان شرف بالکمال والادب
ہے ادب ہی موجب فخر و کمال
لیس للعجب نجات والثبات
خود پسندوں پر کہاں رحم و کرم
انکہ لا احسان مقطوع اللسان
ہے یہ احسان قاطع نطق و بیاں
کذب اذل صدق عز بالکمال
جھوٹ ذلت سچ ہے عزت کا سبب
ثمرۃ الانصاف للعلم المتین
ہے یہ ہی انصاف نور علم حق
ظلم سالب للنعم والعزۃ
ظلم سے توقیر و عزت کچھ نہیں
صنع الجبر عند امکان الوجوب
نیکیاں رہتی ہیں قائم دیر تک
اسکے ہیں عاقلا خیر لک
عاقلوں کو نیکیوں سے دوستی

حلت الاشرار والمال الکرام
اور مال غیر میں برکت نہیں
لیس للسلطان فی الظلم البقا
ظلم سے شاہوں کے پھر وقعت کہاں
لا بجال و المثال و النسب
کب نسب کام آئے اور مال و منال
لیس للبخل سرور الکائنات
بخل میں کب ہے خوشی اے محترم
والکرم صیقل تیغ زباں
اور کرم ہے صیقل تیغ زباں
کاذب نمام لا احب المقال
کذب و نمامی ہے ذلت کا سبب
لیس للجہل المرکب والیقین
اور جہالت ہے مذلت کا سبق
والبغی جالب والذلۃ
اور گمراہی سے وقعت کچھ نہیں
ہو تک حمد الی الوقت الغروب
ذکر حق باقی ہے تا دور فلک
وے رفیق جاہلا شر لک
جاہلوں کو شر سے ہے ربط دلی

جاہل آں کہ یمنع البر الیتیم
ہی وہ جاہل جو کہ ہے مشاع خیر
ہر کہ دارد فکر و ترکیب نکو
فکر اور ترکیب جسکی خوب ہی
ہر کہ نطق خویش را مرغوب کرد
جسکو اچھی گفتگو سے کام ہے
عاقلے در صحبت عاقل بود
صحبت عاقل میں عاقل شاد ہو
ہر کہ داند او بگوید من کنم
جانکہ جو جانتا ہے کچھ نہیں
احسن الآداب اخلاق نکو
ہر ادب کا پیشوا خلق نکو
چون عتاب خویش را اظہار کرد
جس نے غصہ اپنا ظاہر کر دیا
چون بود محتاج اجسام انام
اہل دنیا طالب آرام ہے
قلب دانا را بحکمت احتیاج
ہے غذا دانا کی حکمت اور فکر
ہر کہ باشد با ادب در بندگی
با ادب کو ہی بہت لطف و خوشی

عالم آں کو یطلب الشکر القدیم
ہی وہ عالم جسکو ہی شکر سے سیر
ادب غریزہ خلق باشد چار سو
کام اس کا خلق کو مرغوب ہے
گشت طالب عقل را مطلوب کرد
ہی وہ آمر عقل اس کی رام ہی
جاہلے در صحبت جاہل بود
اور جاہل جاہلوں کو بابہ ہو
بہ از آں شخصے کہ گوید عالمم
اس سے بہتر ہے جسے ہے کچھ یقیں
احقر الفقر آنکہ باشد زشت او
سب سے بدتر ہی فقر زشت خو
دوستی دوست را ایثار کرد
دوستوں سے پھر اسے پہنچیگا کیا
بہر تعلیل غذاے ہر طعام
اسکو اچھی چیز ہی سے کام ہے
کہ غذا ایش مثل انوار سراج
کہ اسے نور تجلا کی ہے فکر
او بیابد کیف و لطف زندگی
بے ادب کو خاک کیفیت زندگی

گرچہ بے ذات وصفات خود بود
گرچہ وہ طالب ہی بے ذات وصفات
گر غریب ومفلس ومسکیں بود
ہی اگرچہ مفلس ومسکیں گدا
گر تو پنداری کسے بے اعتماد
جو نہیں قابل بھروسے کے کبھی
ہر کہ پندِ تو نمی شنود بدل
جو نہیں سنتا نصیحت کو تری
ہر کہ از جاہل خموشی پیشہ کرد
غصۂ جاہل پہ جو خاموش ہو
ہر کہ دارد در جہان خلقِ عظیم
خوگر بذل وکرم جو ہو گیا
بشنو حالِ خاندانِ برمکی
دیکھ حالِ برمکی کو برملا
جعفر و یحیی و فضل از فضلِ خویش
فضل جعفر اور یحیی سب کے سب
بینوا را اغنیا می ساختند
بینوا کو دم میں کرتے مالدار
سائلاں را مال و زر دادے مدام
دیتے محتاجوں کو اتنا مال و زر

لیکن او سردار ذاتِ خود بود
ہی ولیکن خود ہی وہ سردار ذات
گر ادب سردار اہلِ دیں بود
پر ادب والا ہے سب کا پیشوا
پھر او ہرگز نگو صرف مراد
واسطے اس کے نکر فکرِ نوی
دیدۂ او کے بود از متصل
کھینچ اس پہ پردۂ راز خفی
او برائے حفظ دیں اندیشہ کرد
آبرو کا اپنے پردہ پوش ہو
او نہ بیند سختیِ سنج قدیم
اس کو روزِ حشر کا دھڑکا ہی کیا
پیشرو گشتند از سخیِ قوی
جو سخاوت میں ہوئے ہیں پیشوا
مرہم اندازِ جراحت ہائے ریش
زخم پر مرہم کو رکھتے پھر رب
کانِ گوہر پیشِ او انداختند
سیم و زر دیتے تھے اسکو بیشمار
بہر رفعِ احتیاجِ صبح وشام
کٹتی جن کی عیش میں شام و سحر

ماسوا جود و کرم چیزے نہ بود
صرف کردے عمر ہا در بذل وجود

تھا یہی جود و کرم اُن کا شعار
سب گذر دی اسمیں عمرِ مستعار

رحمتِ حق بر روانِ بر کی
تا بہ محشر از جنابِ سرمدی

رحمتِ حق کا رہے اُن پر نزول
تا بہ محشر بہرِ خود بہرِ رسول

تا ابد اسرارِ جلی را کن خفی
تا نیازارد دلے مردِ ولی

تا ابد ایسے بھید کو کم کر خدا
تا نہ رنجیدہ ہوں مردانِ خدا

تمت

صحت نامہ اغلاط کتاب ہذا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳ تمہید	۴	مشتشری	مشتشری	۱۸	۳	کلہ	کلہ	۳۳	۱۳	شیر	تیز
۶ "	۱۴	والطالعون	والطاحون	۱۸	۵	سے لے	سے نے	۴۱	۵	میابزار	بہ بابزار
" ۷	"	خبثت	خبیث	۱۸	۱۳	ابرولیش	ابرویش	"	۹	عمم	غم
شروع مثنوی				۲۳	۹	حبب	حُب	"	۱۳	نزد	نزد
۱	۱	الطفت	لطفت	"	۱۰	حبب	حُب	"	۲۰	اُن	اُس
۴	۱۴	ظالم	ظُلم	"	۱۴	سعرار	بیقرار	۴۲	۱۳	نہ دردیشے	بہ درد بیشے
۶	۳	مرار	زار	۲۸	۱	آتیقیے	آتیتے	۴۴	۴	سیبلے	سبلے
۱۴	۲	سے نے	سے لے	۳۱	۴	بریرک	زیرک	۴۵	"	اصفیا	اتقیا
۱۷	۱۴	گیی ہیں	گئی ہیں	۳۲	۵	پیکاں مرود	نیکاں مرد	"	"	اصفیا	اتقیا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۷	۴	ناطق	ناحق	۶۵	۹	کہہ	کہ	۶۴	۱	ہرکہ ماں ہی نکرد	ہرکہ ساماں نے نکرد
۴۸	۶	نام	کام	۶۷	۴	نتاج	بباع	،،	۱۱	بہ طرز	نہ طرز
،،	۱۴	احرحب	اخرجت	،،	،،	ئے	شئے	،،	۱۸	فہمید وبند	سنند شہد
۵۰	۶	اصفیا	القیا	۶۸	۷	ہوتا	ہوتی	،،	۱۲	بیس	تین
۵۱	۱	با	یا	،،	۱۶	تادر	نادر	۷۶	۵	کہ بماند	کہ نماند
۵۴	۱۲	بربادکی	بربادی	،،	۱۸	تو	تُو	،،	۶	معرس	مقدس
۵۵	۱۵	برار	شرار	۶۹	۲	لقیبے سیاند	لقیئے رساند	،،	۹	ای اسیروام	ای اسیر دام
۵۶	۱	مرد	مجنوں	،،	۳	آگہ دامی	آگہی دائمی			حریص	ضیائے دلی
،،	۳	بحردی	بحجروی	،،	۱۳	کسے	نئے	،،	۱۳	شد	شد
،،	۴	دریاہے	دریائے	۷۰	۲	بیان	تبان	،،	۱۴	در	عدا
،،	۱۱	درپا	دریا	،،	۵	مرے	بیترے	۸۱	۳	کہ تو دارد	کہ شود دیدہ
،،	۱۹	ادر	اور	،،	۹	بہ جا	نہ جا	،،	۱۵	سرارد	سر از تو
۵۸	۱۳	زور	زور د	۷۱	۳	خیرہ	چہرہ	،،	۱۸	بلبلت	بقلب
،،	۱۷	سراست	سبز است	،،	۸	زینت افزا	زینت افزا	۸۲	۶	بہ	نہ
،،	۱۹	التہاج	ابتہاج			ہی السکی	ذات ہما انوار ہی	۸۳	۱	بہ فنال	بد تال
۶۰	۱۳	نفس	نقش	،،	۱۹	نافشرد	نافشرد	،،	۵	تہ دو	بہ دو
۶۱	۱	سازد	سازند	۷۲	۱	قابل	تابل	،،	۱۱	با بد	یا بد
۶۲	۱۰	بجاہل	جاہل	،،	۴	کس سے	کس سے	،،	۱۳	پیر مرد	چیرہ مرد
۶۵	۴	وارمنگی	وارفتگی	،،	۸	نہ بد	رند	،،	۱۹	[illegible]	[illegible]
،،	۶	افراحنگی	افراختگی	،،	۱۱	جتنے	جستے	۸۴	۳	خمار	غمخوار
،،	،،	خیرہ بہ	خیرہ تر	،،	۱۲	ہونا	ہوتا	،،	۱۳	اخر اخست	تخت تخت
،،	۸	کہہ	کہ	۷۳	۱۴	مجری	مجری	۸۵	۱	کہ و	کرد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۵	۷	بہ رسم	نہ رسم	۱۰۳	۱	لے جاے	نے جاے	۱۱۳	۶	قابل	قایل
۸۶	۹	سربیدہ	سرغندہ	۱۰۴	۱۸	سہے	معنی	〃	۱۲	فاصلہ	فاضلہ
۸۷	۹	فرقم	با فرقم	۱۰۵	۳	نیاک	تنگ	〃	۱۸	نازغہ	بازغہ
۸۸	۱۱	منفعل	مقبل	〃	۵	بوسعید عبید را	بوسعید عبید خود را	〃	۱۹	نیابید	نباشد
۸۹	۸	سے	سکھے	〃	۱۱	بریار	پریار	۱۱۴	۷	بزدلی	بردنی
〃	۱۶	بولے	لوٹنے	۱۰۶	۱	بیداری	پنداری	〃	۱۳	القلوب	الخلوت
۹۰	۳	با	ما	〃	۳	بیجہ	توجہ	۱۱۵	۵	بلدیہ	بلدیہ
۹۱	۷	قریب	فریب	〃	۳	تمام	عام	〃	۶	پھولے	ہوتے
〃	۸	قریبا	فریبا	〃	۵	اسے	از	〃	۱۲	باالجنیر	باالخبیر
〃	۱۱	باید	یا بد	〃	۹	مکردد	بگردد	〃	۱۹	ماسب	حاسب
۹۲	۱	توی	توہی	〃	۱۳	بہ بینی	نہ بینی	۱۱۶	۱۵	وامق	واثق
۹۲	۱۱	میکنند	فکند	〃	۲۰	مغرور	مفرور	〃	۱۷	باشست	باشنت
۹۲	۱۷	بس خیز ازتن	پس جرا نہیں	۱۰۸	۲	بہ کیں	نہ کیں	۱۱۷	۱	بسان	لسان
〃	۱۹	مانند	باید	〃	۱۷	نجوشش	بجوشش	۱۱۹	۹	قطوع	مقطوع
۹۳	۱۳	برند	پرید	۱۰۹	۹	پابند	پابند	۱۲۰	۸	غافل	عاقل
۹۵	۱۷	لے	سنے	〃	۱۰	پابنار	پابند	〃	۹	کنم	کنیم
۹۶	۳	لبس	لبس	〃	۱۵	مسعود	مشغوف	〃	۹	عالم	عالیم
۹۷	۲۰	پابند	مانند	〃	۱۸	ہے	تھی	۱۲۰	۱۵	تعلیل	تقلیل
۹۸	۹	ہاشد	باشد	۱۱۱	۳	عرر	غرر	〃	۱۶	خیبر	جیبر
۱۰۱	۱۴	پانے	مارے	〃	۳	درج وتید	درج پیہم				
〃	۲۰	چاہیے	جاہے	〃	۱۴	دخشندہ	در رخشندہ				
۱۰۲	۱	بے سکون	نے سکون	۱۱۲	۵	الاشال المقولات	الامثال والمقولات				

ف
٨٩١٤٥١٥٥ ت ١١م
٢٢٥٣
مثنوی تفسیر تصوف